رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار
قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۵ - ششماہی ۳ - ممالک غیر سے ...
قیمت فی پرچہ ۱

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۲ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ھش مطابق ۱۲ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۷

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۹ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو آج بھی شدید بخار اور دورانِ سر کی شکایت رہی۔ حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت دورانِ سر اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

درخواست دعا گذشتہ پرچہ میں جو میں نے اپنے عزیز محمد عمر صاحب کی دہلی میں علالت کی خبر لکھ کر دعا کی درخواست کی تھی۔ وہ زیادہ علیل ہونے کی وجہ سے میرے پاس قادیان آگئے ہیں۔ الحمد للہ کہ دارالامان کی برکت سے ان کی صحت ترقی کر رہی ہے۔ اور خطرہ کی حالت سے نکل گئی ہے۔ احباب سے مکرر درخواست ہے۔ کہ وہ ان کی صحت کامل اور درازی عمر کے لئے خاص طور پر دعا فرما کر مجھے شکریہ کا موقعہ بخشیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۲) قبلہ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کو پیشاب کے عارضہ کی بار بار تکلیف ہو جاتی ہے۔ احباب خاص طور پر مفتی صاحب کی صحت کامل کے واسطے دردِ دل سے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

چند حقائق

نظم کا تیسرا پارٹ

پلا ساقیا اور جامِ معانی — کہ جس سے کھلیں رازہائے نہانی
ادھر آؤ بن جاؤ سب قادیانی — ہوا روح افزا۔ فضا ہے سہانی
وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ — ہے وحی خداوند گارِ جہانی
مسیح محمدؐ کی قربانیوں کا — ثمر ہیں یہ فرزند حق کی نشانی
بہاءِ اِلٰہِ السّماء سے ہیں روشن — یہ دارالامان قادیاں۔ قادیانی
عرب کے تمدّن پہ غالب نہ آئے — ہوئے بلکہ مفتوح ماژندرانی
مقابل شریعت کے لے کر شریعت — جو نکلا کوئی مدّعی اصفہانی
تو ناکام مقصد رہے گا یقیناً — خبر یہ ملی ہے نبیؐ کی زبانی
دعا سے بجا ہے برٹن کا ڈنکا — زِ بنغاز یہ تا بہ سیدی برانی
ہے بنیادِ ایمان کی حسنِ ظن پر — تو بدظنی چھوڑیں یہ مُلّا "فغانی"
جھکے ہم تو سمجھے کہ ڈھیلا اٹھایا — اجی حضرت اتنی بھی کیا بدگمانی
معاند تو انذار پڑھتے ہی بولا — یہ کیسی سنائی ہے مجھ کو شنانی
عَنِ اللَّغْوِ هُمْ مُعْرِضُوْنَ آچکا ہے — تو رسمیں بجا لائیں کیوں ہندوانی
جہاد اب زبان و قلم سے ہی ہوگا — کہ ہیں بند غزواتِ سیفی سنانی

ہے الفضل* سے ابتدا جس کی اکمل
ہوئی ختم فاروق میں وہ کہانی

* اس بحر و قافیہ میں ایک نظم الفضل ع ۳۴ میں چھپ چکی ہے

اجراء فاروق کیلئے درخواست

(۱) میاں عبد الرحیم صاحب احمدی پنڈ دادنخاں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ فاروق کی خریداری سے بوجہ بےکاری معذور ہیں۔ اور اس علاقہ میں اشد ضرورت ہے۔ کہ سلسلہ کا اخبار فاروق منگوایا جاوے۔ پس اگر کوئی دوست سال بھر کے لئے ڈھائی روپیہ چندہ عطا فرما کر ان کے نام اخبار جاری کرا دیں تو تبلیغ کا ثواب ہوگا۔ (۲) دوسرے شخص قاسم علی خاں صاحب جو نئے احمدی ہوئے ہیں۔ اور غریب ہیں۔ اور اپنے علاقہ ڈنا کھیڑی میں اکیلے احمدی ہیں۔ ان کے نام کوئی صاحب ہمت دوست ایک سال کے لئے فاروق جاری کرا کر ثواب حاصل کریں۔ (۳) تیسرے بھائی یوسف خانصاحب پوسٹمین گکھڑ درخواست کرتے ہیں۔ کہ نصف چندہ وہ ادا کر دیں گے۔ نصف کوئی دوست عطا فرما کر ان کے نام فاروق ایک سال کے لئے جاری کرا دیں۔ امید ہے۔ کہ ناظرین فاروق کے باہمت اور صاحب وسعت احباب میں سے یہ تین پرچے تین صاحب مقدور دوست جاری کرنے کے واسطے چندہ ارسال فرما کر عند اللہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زیور فروخت کر دیا

تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں کا وقت ہندوستان کے لئے ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء تھا۔ جو گذر گیا۔ اب ہندوستان کے صرف وہ احباب شامل ہو سکتے ہیں۔ جن کو تحریک جدید کی آخری تاریخ کا علم نہ تھا۔ یا وہ جنہوں نے تحریک جدید کی اہمیت اور اس کے اعلیٰ فوائد کو نہیں سمجھا تھا۔ یا کسی نے نہیں سمجھایا تھا۔ اور اب ان کو خود بخود اللہ تعالےٰ نے سمجھ دے دی ہے۔ یا کسی نے سمجھایا ہے۔ یا وہ جو نئے احمدی ہوئے ہیں۔ یا وہ جو معذور تھے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے معذوری دور کر دی ہے۔ ایسے احباب اب بھی باوجود تاریخ گذر جانے کے وعدہ کر کے ادا کر سکتے ہیں۔ ایسے احباب تحریک جدید کی اہمیت کے پیش نظر نہ صرف ساتویں سال کا وعدہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ گذشتہ سالوں کا بھی چندہ دے کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزاری فوج میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہی تحریک ہے۔ جس میں حصہ لینے والے اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ اس لئے کہ تحریک جدید کا چندہ صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سید عبدالشکور صاحب اکھنوری حال جموں سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اہلیہ صاحبہ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جو تحریک جدید کے متعلق ہے۔ سنایا۔ اور اسکی اہمیت اس کے پیش کی۔ تو اس نے نہایت خوشی اور دلی اشتیاق سے کہا۔ کہ میں ایسی اہم تحریک میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔ اور اس نے اسی وقت اپنا چاندی کا زیور جو ۲۷ تولہ کا تھا۔ دے دیا۔ جسے بازار میں فروخت کرنے سے ۲۷/۱۰/- روپے وصول ہوئے۔ جو سات سال کا چندہ ۵/-/- روپے ۵/۲/- روپے ۵/۴/- ۵/۶/- روپے ۵/۸/- روپے ۵/۱۰/- روپے ۵/۱۲/- روپے کے حساب سے ارسال ہے۔ حضور ایدہ اللہ کے پیش کر کے دعا کی درخواست کریں۔ حضور ایدہ اللہ کے پیش کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظوری فرماتے ہوئے آپ کو جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

پس وہ احباب جن کو تحریک جدید کی آخری تاریخ کا علم نہ تھا۔ یا اسکی اہمیت واضح نہ تھی۔ یا معذور تھے۔ یا نئے احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سب نہ صرف ساتویں سال میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ گذشتہ سالوں کا بھی وعدہ لکھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید (قادیان)

ریویو انگریزی کے شائقین کے لئے ایک نادر موقعہ

ریویو انگریزی کے ایک مخلص کرمفرما نے ریویو کی اعانت کی خاطر تحریر فرمایا ہے۔ کہ ایسے پندرہ تعلیم یافتہ ہندو مسلم اصحاب جو کم از کم ایک روپیہ بطور چندہ دفتر ریویو میں ارسال کر دیں گے۔ تو صاحب موصوف ان کی طرف سے ریویو کے چندہ کی بقیہ رقم اپنی گرہ سے ادا کر کے ان کے نام ایک سال کے لئے ریویو انگریزی جاری کروا دیں گے۔ اسلئے خواہشمند احباب اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

منیجر ریویو انگریزی قادیان

چندہ مسجد احمدیہ نائیجیریا اور ایک دوست کا مخلصانہ مکتوب

سید محمود الحسن صاحب آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کلکٹر کرور۔ ضلع ترچناپلی اپنی چٹھی مورخہ ۲ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش میں رقم فرماتے ہیں:۔

"آپ کا یہ گرامی نامہ (تحریک مسجد احمدیہ نائیجیریا) کچھ عرصہ ہوا۔ موصول ہوا تھا اسی وقت چونکہ میرے بنک کا بیلنس بہت کم تھا۔ میں حیران تھا۔ کہ کیا کروں۔ مگر اس خوف سے کہ کہیں حضور عالی کے ارشاد کی تعمیل سے خدانخواستہ محروم نہ رہ جاؤں۔ میں یہ عریضہ ارسال خدمت کرتا ہوں۔ آپ کے خط میں ہے کہ ہنوز مبلغ ۲۸۰/-/- روپیہ جمع ہوا ہے۔ (تحریک بھجوانے کے وقت صرف اسی قدر چندہ ہوا تھا) اتنی ہی رقم آپ میرے نام سے وعدہ میں لکھ لیں۔ اس میں مبلغ ۲۰/-/- روپیہ کا وعدہ میری اہلیہ کی طرف سے ملا دیں۔ کل رقم ۳۰۰/-/- روپے ہو جاوے گی۔"

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خواہش ہے۔ کہ نائیجیریا میں بہت جلد مسجد تعمیر کی جائے۔ اس لئے احباب سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ اس کار خیر میں جس قدر ہو سکے۔ زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ناظر بیت المال)

احباب کے لئے نادر علمی تحفے

(۱) براہین احمدیہ ہر چہار حصہ:۔ حضرت اقدس ؑ کی یہ کتاب ۲۶×۲۰/۸ سائز پر نہایت عمدہ کتابت اور طباعت کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ مجلد ۱۲/- بے جلد ۸/-

(۲) ایام الصلح اردو:۔ حضرت اقدس ؑ کی یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ اب دوبارہ ۲۶×۲۰/۸ سائز پر طبع کروائی گئی ہے۔ قیمت فی ۱۲/

(۳) کلام النبی۔ جسے نظارت تعلیم و تربیت نے زنانہ گرلز سکول کے لئے بطور نصاب مقرر فرمایا ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت ۸/

(۴) روئیداد جلسہ خلافت جوبلی۔ جلسہ خلافت جوبلی کی مکمل روئیداد اخبار کر کے شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۴/

نوٹ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ستر کتب کا سٹ جو پہلے پچاس روپیہ میں آتا تھا۔ اب صرف پچیس ۲۵ روپیہ میں طلب کریں۔

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم غلام احمد صاحب قانونگو کبیر والہ چند مشکلات سے مخلصی کے لئے۔ (۲) مولوی محبوب عالم صاحب نے ملازمت سے علیحدہ کئے جانے پر لوکل سلف گورنمنٹ میں اپیل دائر کی ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے (۳) مکرم فضل احمد صاحب ہیڈ کنسٹیبل ریلوے پولیس دہلی اپنی اور اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت و سلامتی کے لئے (۴) مکرم میاں محمد اسماعیل صاحب ایجنٹ سنگر مشین کمپنی اپنے فرزند میاں محمد ادریس کی جو مدرسہ احمدیہ دارالامان میں تعلیم پاتا ہے۔ تکمیل تعلیم کے لئے۔ اور اپنے چھوٹے بچے محمد الیاس شیر خوار کی صحت و سلامتی کے لئے اور اپنی تمام مشکلات سے رہائی اور روزگار کی ترقی کے لئے ناظرین فاروق سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب سب کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

حبّ اٹھرا (رجسٹرڈ)

اسقاط حمل کا مجرّب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز نیلے دست۔ قے۔ پیچش۔ درد پسلی۔ یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دئیے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپکے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اسکے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول رضؓ دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۷

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ۲ صاحبزادیوں کے نکاح کا خطبہ

۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو خطبۂ جمعہ سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نور میں اپنی دو صاحبزادیوں سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ اور سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ کے نکاحوں کا اعلان فرماتے ہوئے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:-

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

آیات مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبۂ جمعہ شروع کرنے سے پہلے میں

۲ نکاحوں کا اعلان

کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس سے قبل میں منتظمین پر اظہار افسوس کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہوں نے

عورتوں کے لئے پردہ

وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہماری عورتوں میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کافی بیداری ہے۔ اور وہ حتی الوسع کسی جلسہ یا خطبہ کے موقعہ کو جانے نہیں دیتیں۔ ایسی صورت میں ان کے لئے انتظامات کو فراموش کر دینا بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور جوش کی وجہ سے موقعہ کو چھوڑ بھی نہیں سکتیں۔ اور انتظام نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف اٹھاتی ہیں۔ اور یوں بھی

جماعت احمدیہ کی معزز مستورات

کے بیٹھنے کے لئے مناسب انتظام کا نہ ہونا اپنوں اور پرائوں کے سامنے شرمندگی کا موجب ہے۔ ہماری جماعت پچاس سال سے قائم ہے۔ اور اس عرصہ میں پچاسوں ہی مرتبہ اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے۔ مگر پھر بھی اسکو بھول جانا میری سمجھ اور عقل سے باہر ہے۔ یوں تو ہماری مستورات ہر جمعہ میں آتی ہیں۔ مگر بالخصوص جب جلسہ ہو۔ تو اس موقعہ پر تو ضرور ہی پہنچتی ہیں۔ اس لئے اس موقعہ پر اگر اور نہیں۔ تو سامنے کی طرف ہی قناتیں لگا دینی چاہیئے تھیں۔ تا وہ سامنے کی طرف سے تو کھلی نظر نہ آئیں۔

اس کے بعد میں نکاح کے خطبہ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے لئے

شادی کی ضرورت

کو نہ صرف تسلیم کیا ہے۔ بلکہ اس کو ضروری قرار دیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہ فرق ہے۔ کہ قریباً قریباً دوسرے تمام مذاہب میں کم از کم

تجرد کو نکاح پر فضیلت

ضرور دی گئی ہے۔ بعض نے تو نکاح کو ایک قسم کا گناہ قرار دیا ہے۔ اور بعض نے تجرد کو بڑی نیکی۔ اور بعض نے تجرد کو نکاح کی نسبت زیادہ اچھا بتایا ہے۔ اور دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے اصولی طور پر نکاح کو جزوِ دین قرار دیتے ہوئے

تجرد کو دین کے خلاف

قرار دیا ہے۔ سب سے زیادہ باقاعدگی کے ساتھ تجرد کی صورت عیسائیوں میں ہے۔ اور بدھوں کی بھی اس سے ملتی جلتی ہے۔ ان دونوں مذاہب میں تجرد کو قائم رکھنے کے لئے منظم صورتیں موجود ہیں۔ ہندوؤں میں بھی سادھوؤں وغیرہ کا سسٹم ہے۔ جو مرد بھی ہوتے ہیں۔ اور عورتیں بھی۔ مگر ان کے لئے کوئی باقاعدہ نظام ان میں نہیں۔ عیسائیوں اور بدھوں میں باقاعدہ نظام کے ماتحت ان کے لئے ادارے وغیرہ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی زندگیوں کو وقف کریں۔ وہ وہاں جمع ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کے لئے یہ حکم ہوتا ہے۔ کہ شادی نہ کریں اور اسے گویا

اعلیٰ درجہ کی نیکی

سمجھا جاتا ہے۔ یہود میں بھی تجرد کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ ان میں بھی ایسے وقف ہوا کرتے تھے۔ حضرت مریمؑ کو ابتدا میں وقف کیا گیا تھا۔ گو بعد میں اللہ تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت تجرد توڑ دیا گیا۔ تو یہود میں بھی اس کا رواج تھا۔ عیسائیوں میں Monk Houses ہوتے ہیں۔ جہاں ایسے مرد عورت جمع رہتے ہیں۔ یہود میں کوئی ایسا طریق تو نہ تھا۔ مگر آخری زمانہ میں بہرحال تجرد کو نکاح پر ترجیح دی جاتی تھی۔ اور ان میں جن لوگوں نے ایسا کیا۔ ان کے متعلق تعریفی کلمات پائے جاتے ہیں۔ اور سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ اچھے لوگ تھے۔ اور نیک تھے۔ عورتوں کو بھی وقف کیا جاتا تھا۔ اور اسے نیکی سمجھا جاتا تھا۔ دنیا میں یہی بڑے بڑے مذاہب ہیں۔ عیسائی۔ ہندو بدھ اور یہودی۔ اور ان سب میں تجرد کو ترجیح حاصل ہے۔ ان سے نیچے اتر کر زرتشتی مذہب ہے۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ ان میں تجرد کی مثالیں یوں تو موجود نہیں۔ مگر تجرد کو ترجیح ان میں بھی ہے۔ جیسے ان کے قبرستانوں میں کام کرنے والے مجرد ہوتے ہیں۔ اور یہ ان کے نیک ہونے کا ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ان میں بھی تجرد کو نیکی سمجھا گیا ہے۔ مگر

اسلام کی تعلیم

ان سب کے خلاف یہ ہے۔ کہ شادی ضروری ہے۔ اور شادی نہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ گویا دونوں شقیں صرف اسلام نے ہی اختیار کی ہیں۔ یعنی تجرد کو ناپسند اور بُرا قرار دیا ہے۔ اور شادی کو نہ صرف پسندیدہ بلکہ ضروری بتایا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص تجرد کی حالت میں فوت ہو وہ بطال ہے۔ گویا اس نے اپنی عمر ضائع کر دی۔ اور اسکی پیدائش کا جو منشاء تھا۔ اسے اس نے پورا نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ

انسان اور حیوان میں فرق

یہی ہے۔ کہ حیوان چونکہ عارضی زندگی کے لئے ہے۔ اسلیئے اس کی شادی یا بیاہ کا سوال ہی نہیں۔ مگر انسان کو چونکہ اللہ تعالےٰ نے مستقل زندگی دی ہے۔ اور یہ مستقل زندگی مستقل قیام بھی چاہتی ہے۔ اور اس سے چاہا گیا ہے۔ کہ وہ نیکی کو دنیا میں قائم رکھے۔ اللہ تعالےٰ نے بھی اسے اپنی

ربوبیت کی چادر

اوڑھا دیتا ہے۔ اور کسی چیز کے متعلق یہ نہیں۔ کہ وہ ہمیشہ قائم رہے۔ نہ زمین کے متعلق یہ بات ہے۔ اور نہ آسمان کے متعلق۔ اگر کسی کے لئے ہے تو صرف انسان کے لئے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان میں اپنی ذات میں کوئی ایسی خوبی رکھی گئی ہے۔ کہ جو ہمیشہ رکھے جانے کے قابل ہے۔ اور جب یہ صورت ہو۔ تو اسے اس دنیا میں فنا ہونے کی اجازت کیونکر دی جا سکتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ

مرنے کے بعد بھی زندگی

ہے۔ تو اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے۔ کہ دنیا میں بھی اسکی نسل قائم رہنی چاہیئے۔ دنیا میں کوئی معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی ایسا نہیں کرتا۔ کہ عمدہ غلہ کو ضائع کر دے۔ اعلیٰ بیج تو نہ رہنے دے۔ سڑا گلا ہوا رکھے۔ یا جانوروں مثلاً گھوڑے۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ کے تندرست بچے تو ضائع کر دے۔ اور جو ناقص ہوں۔ انہیں رہنے دے۔ ہمیشہ اچھی نسل کو قائم رکھا جاتا ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ انسانوں میں سے بھی بعض بہتر ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی ضروری ہے۔ کہ انسان کے مرنے کے بعد اسکی نسل باقی رہے۔ اور یہ کہ جو انسانوں میں سے اعلیٰ ہو۔ اسکی

نسل کا باقی رہنا

دوسرے انسانوں سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ تمام مذاہب یعنی ہندو۔ بدھ۔ عیسائی اور زرتشتی سب مانتے ہیں۔ گو بدھوں میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ مگر زیادہ تر میلان اسی طرف ہے۔ کہ مرنے کے بعد

روح کا قیام

رہتا ہے۔ تناسخ کے عقیدہ کی بنیاد ہی اس صورت میں قائم رہ سکتی ہے۔ کہ روح کے قیام کو تسلیم کیا جائے۔ گویا انسان کے مرنے کے بعد روح کے زندہ رہنے اور ترقی کرنے پر سب مذاہب کا اتفاق ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ یہ بہترین چیز ہے۔ اور ایسی چیز کو دنیا سے فنا ہونے سے بچانا ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ تجرد اسے فنا کرنے والی بات ہے۔ اگر تجرد اچھی چیز ہے۔ تو اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں میں قائم کرنا چاہیئے۔ مگر ایسا کرنے کا نتیجہ ظاہر ہے۔ یعنی نسل انسانی مٹ جائے گی۔ یا متقی نیک اور پاکباز لوگ دنیا میں بے نسل رہ جائیں گے۔ اور ہمیشہ گندے لوگوں سے ہی نسل چلے گی۔ پس اگر شادی بُری چیز ہے۔ اور نیک وہ ہے۔ جو شادی نہ کرے۔ تو

نیکوں کی نسل کا دنیا سے خاتمہ

ہو جائے گا۔ اور صرف بدوں کی نسل دنیا میں باقی رہ جائے گی۔ اور اگر تجرد اچھی چیز ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ انسان قائم رکھے جانے کے قابل نہیں۔ اور اگر انسان دنیا میں رکھے جانے کے قابل نہیں۔ تو پھر اگلے جہان میں اس کے زندہ رکھنے میں کوئی حکمت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور اگر

اعلیٰ اور بہتر انسان

اسے مانا جائے۔ جو شادی نہ کرے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ دنیا میں گھٹیا درجہ کے لوگوں کی نسل تو قائم رہے۔ اور نیک لوگوں کی فنا ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ ایسا تو عام دنیادار لوگ بھی نہیں کرتے۔ دنیوی حکومتیں بھی ایسے انتظامات کرتی ہیں۔ کہ سانڈ وغیرہ اچھی نسل کے رکھے جائیں۔ تا عمدہ جانور مہیا ہو سکیں۔ ردی اور بیمار جانوروں کی نسل کو محفوظ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ نسل کشی کے لئے اعلیٰ درجہ کے سانڈ رکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح بیج وغیرہ بھی اعلےٰ قسم کے رکھے جاتے ہیں۔ ادنیٰ نہیں۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا منشا یہ ہو۔ کہ نیک لوگ تو دنیا سے مٹ جائیں۔ اور بُروں کی نسل جاری رہے۔ انسان کے لئے جو مذہب تجرد کو بہتر قرار دیتا ہے۔ وہ گویا یہ چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں نسل ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے چلائی جائے۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو تجرد کے خلاف ہے اور جس نے شادی کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور یہ اسلام کی

ایک بہت بڑی فضیلت

دوسرے ادیان پر ہے۔ اور یہ نہایت درجہ کا فلسفہ ہے۔ جس پر مسلمانوں نے بھی غور نہیں کیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے نسل انسانی کو ایسا اہم قرار دیا ہے۔ اور انسان کی ذات میں بہت خوبیاں رکھی ہیں۔ تو تجرد اختیار کرنے یا اسکی حوصلہ افزائی کرنے کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ ان خوبیوں کو دنیا سے ضائع کر دیا جائے۔ حالانکہ انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ خوبیوں کو دنیا میں نمایاں کرنے کا سامان کرے۔ اور بہتر سامان کرے۔ اور اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ اس چیز کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ جس کے لئے نسلِ انسانی کو پیدا کیا گیا ہے۔ جب ہم ایک طرف تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بیج عمدہ ہونا چاہیئے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ دوسری طرف وہ احتیاطیں نہ برتیں۔ جن سے بہتر غلہ پیدا ہو سکے۔ اسلئے ایک طرف تو شادی ضروری ہے۔ اور دوسری طرف شادی کرتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ جوڑ عمدہ ہو۔ اور تعلق ایسا ہو۔ جو دین و دنیا دونوں لحاظ سے اچھا ہو۔

بے جوڑ شادیوں کے نتائج

ہمیشہ برُے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جو جوڑ لگائے ہیں۔ دیکھو ان میں کیسی خوبصورتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھو۔ وہ اگر پراگندہ ہوں۔ تو بھی ان میں

ایک حُسن

نظر آئے گا۔ دریا نہروں کی طرح باقاعدگی کے ساتھ بنائے نہیں جاتے۔ مگر ان پر جا کر طبیعت پر جو خوشکن اثر ہوتا ہے۔ وہ نہروں پر جانے سے نہیں ہوتا۔ پہاڑ کسی انسانی قاعدہ کے مطابق بنے ہوئے نہیں ہوتے۔ مگر پہاڑ کے نظاروں کو دیکھ کر جو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ وہ لارنس گارڈن کو دیکھ کر نہیں ہوتی۔ کتنے لوگ ہیں۔ جو لارنس گارڈن دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور کتنے ہیں جو پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ پہاڑوں کی وسعت اور ان کے بے ڈول ہونے میں ایک تناسب قدرت نے رکھا ہے۔ اور یہ

تناسب، قدرت کی ہر چیز میں

ہے۔ اور اس میں یہ سبق سکھایا گیا ہے۔ کہ ہم بھی اپنے کاموں میں اسے مدنظر رکھیں۔ اس لئے نکاح کرتے وقت وہ اصول مدنظر رکھنے ضروری ہیں۔ جو اسے دین اور دنیا دونوں لحاظ سے زیادہ سے زیادہ ترقیات کا موجب بنا سکیں۔ چونکہ اس کے بعد مجھے

جمعہ کا خطبہ

بھی پڑھنا ہے۔ اسلئے اس خطبہ کو اسی حد تک رکھتا ہوں۔ اور یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت میری لڑکیوں امۃ الرشید بیگم اور امۃ العزیز بیگم کے نکاح ہیں۔ امۃ الرشید بیگم کا نکاح میاں عبدالرحیم احمدؐ صاحب کے ساتھ تجویز ہوا ہے۔ ان کا پہلا نام عبدالرب تھا۔ مگر ایک مصلحت اور خواب کی بنا پر اب ان کا نام عبدالرحیم رکھ دیا گیا ہے۔ اور چونکہ ان کے والد کا نام علی احمدؐ ہے۔ اس لحاظ سے احمد بھی ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق میں نے جس خواب کا ذکر کیا وہ یہ ہے۔ کہ جب میں اس رشتہ کے متعلق استخارہ کر رہا تھا۔ تو

میں نے خواب دیکھا

کہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ایک بہت بڑی دعوت کا انتظام ہو رہا ہے۔ اس میں بہت سے لوگ شریک ہیں۔ میز کرسیاں اور بنچ پڑے ہیں۔ صدر کی جگہ پر میں بیٹھا ہوں۔ اور کچھ لوگ اور بھی میرے ساتھ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی دعوت میں شریک ہیں۔ اور اس دعوت میں جو سرد (خدمت) کرنے والا ہے۔ معلوم نہیں۔ وہ کس نسبت سے بھائی عبدالرحیم صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ یوں تو بھائی صاحب اب بہت ضعیف ہیں نظر بھی کچھ کمزور ہو چکی ہے۔ مگر اس وقت وہ بالکل جوان معلوم ہوتے ہیں۔ عمر چوبیس پچیس سال کی ہے۔ حضرت خلیفہ اول مجھے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ میاں دیکھو تو یہ کیا جوان ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ یہ تو قریباً ۶۵ سال کی عمر کے بوڑھے تھے۔ مگر اب کیسے جوان ہیں۔ میں نے اس

خواب کی تعبیر

یہی سمجھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ چونکہ میری اس لڑکی کے نانا ہیں۔ اسلئے ان کے دکھائے جانے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک بھی یہ رشتہ پسندیدہ ہے۔ بھائی عبدالرحیم صاحب کا جوان نظر آنا اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ چونکہ

میاں عبدالرحیم احمدؐ صاحب

کی صحت کمزور ہے۔ دبلے پتلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ وہ چاہے۔ تو ان کی جسمانی صحت کو مضبوط کر دے گا۔ میرے نزدیک تو یہی دیکھنا چاہیئے۔ کہ لڑکا نیک اور دیندار ہو۔ بڑی دعوت کے دکھائے جانے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس لڑکے کے والدین غریب ہیں۔ والد چونکہ بیمار ہیں۔ اسلئے گزارہ کی کوئی ایسی صورت نہیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ دعوت سے اللہ تعالےٰ نے یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ

رزق کی کشائش

اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اگر چاہے۔ تو غریبوں کو بھی امیر کر سکتا ہے۔ اور چاہے۔ تو امیروں کی دولت بھی چھین سکتا ہے۔

بعض دوستوں نے جن سے میں نے مشورہ کیا۔ یہ تحریک کی تھی۔ کہ ان کا نام عبدالرب تبدیل کر دیا جائے۔ اور خواب کے مطابق عبدالرحیم رکھ دیا جائے۔ چنانچہ میں نے ان کا نام عبدالرحیم احمدؐ رکھ دیا ہے۔ یہ رشتہ گو ہمارے خاندان سے باہر ہے۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد بڑھے گی۔ تو آخر

رشتے خاندان سے باہر

بھی کرنے پڑیں گے۔ میری یہ لڑکی امۃ الرشید بیگم مرحومہ امۃ الحی کی لڑکی ہے۔ اسکی بڑی بہن کا رشتہ گذشتہ سال میاں مظفر احمدؐ صاحب کے ساتھ ہو چکا ہے۔

دوسری لڑکی امۃ العزیز بیگم کا نکاح

میاں حمید احمدؐ صاحب

کے ساتھ طے پایا ہے۔ وہ میرے بھتیجے اور میرزا بشیر احمدؐ صاحب کے لڑکے ہیں۔ ایک ایک ہزار روپیہ دونوں کا مہر ہے۔ میاں عبدالرحیم احمدؐ صاحب پروفیسر علی احمدؐ صاحب بھاگلپوری کے لڑکے ہیں۔ اور میری مرحومہ بیوی سارہ بیگم صاحبہ کے رشتہ دار ہیں۔ اس ضمن میں

ایک لطیفہ

بھی مجھے یاد آگیا۔ بعض باتیں ہوتی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی بعض عجیب حکمتیں ہوتی ہیں۔ شروع میں جب میاں عبدالرحیم احمدؐ قادیان آئے۔ تو بہت چھوٹے تھے۔ ان کے ساتھ ایک اور چھوٹا سا لڑکا بھی تھا۔ جب یہ دونوں ان سے ملنے کے لئے آئے۔ تو میں

مرحومہ سارہ بیگم صاحبہ

کے کمرہ میں تھا۔ اور اس وقت ان کے ساتھ یہی گفتگو کر رہا تھا۔ کہ بہار کے لوگ اردو صحیح نہیں بول سکتے۔ بلکہ الفاظ آگے پیچھے کر دیتے ہیں۔ اس سے چند روز پہلے چودھری شمشاد علی صاحب مرحوم یہاں آئے تھے۔ اور میں ذکر کر رہا تھا۔ کہ انہوں نے اس زبان کے تغیر کے کئی واقعات سنائے تھے۔ غرض میں سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ سے کہہ رہا تھا۔ کہ بہار کی اردو دِلّی کی اردو سے بہت مختلف ہے۔ اور وہ کہہ رہی تھیں۔ کہ یہ بات نہیں۔

دیہات کے لوگ

اس طرح بولتے ہیں۔ شہروں کے اور بالخصوص تعلیم یافتہ لوگ ایسا نہیں کرتے۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ یہ دونوں بچے آگئے۔ انہوں نے ہنس کر کہا۔ کہ یہ رشتہ میں میرے دادا ہوتے ہیں۔ مگر یہ بات آہستہ سے کی۔ اس لئے میں سمجھ نہ سکا۔ کہ ان دونوں میں سے رشتہ میں دادا کس کے متعلق کہا گیا ہے۔ یہ دونوں تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے گئے۔ میاں عبدالرحیم احمدؐ صاحب پہلے واپس ہوئے۔ اور دوسرا لڑکا ان کے ذرا پیچھے تھا۔ کہ میں نے آہستہ سے پوچھا۔ کہ دادا ان میں سے کونسا لڑکا ہے۔ یہ بات اس دوسرے لڑکے نے سُن لی۔ اور کہا۔ کہ "وُہی تو تھے جو گئے چلے"۔ میں نے سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ سے کہا۔ کہ دیکھ لو میری بات کی سند مل گئی۔

اپنے رشتہ داروں سے تعلقات

بڑھانے کا شوق ہر انسان کو ہوتا ہے۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ سارہ بیگم مرحومہ نے کہیں میاں عبدالرحیم احمدؐ صاحب سے کہا۔ کہ تم شوق اور کوشش سے پڑھو۔ اگر تعلیم میں ترقی کرو گے۔ تو میں کوشش کروں گی۔ کہ امۃ القیوم بیگم اور امۃ الرشید بیگم میں سے کسی کے ساتھ تمہارا نکاح ہو جائے۔ اور یہ

عجیب اتفاق

ہے۔ کہ ان کی بات جو اس وقت شاید محض ہنسی میں کہی گئی تھی۔ آج پوری ہو رہی ہے۔ اور آج میں اپنی لڑکی امۃ الرشید بیگم کے ساتھ ان کے نکاح کا اعلان کر رہا ہوں۔ یہ علیگڑھ میں ایم۔اے میں پڑھتے ہیں۔

داس کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایجاب قبول کرایا۔ میاں حمید احمدؐ صاحب جب اُٹھے۔ تو ان کے گلے میں پھولوں کے بہت سے ہار تھے۔ مگر میاں عبد الرحیم احمدؐ صاحب کے گلے میں کوئی نہ تھا۔ حضور نے میاں حمید احمدؐ صاحب کو مخاطب کر کے بزبان پنجابی فرمایا۔ کہ میاں عبد الرحیم احمدؐ کے گلے میں بھی ہار ڈال دو۔ ان کے یہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہیں۔ جو ان کو بھی ہار ڈالتے۔ اس فقرہ کا سننے والوں پر بہت اثر ہوا۔ میاں حمید احمدؐ صاحب نے اپنے ہار ان کے گلے میں ڈال دیئے۔ اور بعض دوسرے احباب نے بھی ڈالے)

کفایت شعاری کا ذریعہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بیشمار سلام اور درود ہوں۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ہر فردِ واحد سے مطالبہ فرمایا ہے۔ کہ تحریک جدید کی امانت میں ماہوار کچھ نہ کچھ اپنی ماہوار آمد سے ضرور جمع کرے۔ تا اسمیں جہاں کفایت شعاری کا مادہ پیدا ہو۔ وہاں اس کے لئے ایک معین عرصہ کے بعد ایک معقول رقم جمع ہو جائے۔ جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے۔ اور اسکا یہ فعل سلسلہ کے لئے بھی مفید ثابت ہو کر اسکے لئے ثواب کا موجب بھی بن جائے۔ اگر کوئی شخص ماہوار رقم اس نیت اور ارادے سے جمع کرے۔ کہ میں یہ روپیہ اسلئے جمع کرتا ہوں۔ کہ خدا کے دین کے لئے جب بھی مال کی ضرورت ہوئی۔ تو میں اپنا سارا اندوختہ بخوشی فوراً اپنے امام کے حضور پیش کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کروں گا۔ تو اس کا اس نیت سے جمع کرنا عین دینداری ہے۔ پس حضور ایدہ اللہ نے ہر احمدی سے چاہا ہے۔ کہ وہ ماہوار کچھ نہ کچھ تحریک جدید کی امانت میں جمع کرے۔ اور کم سے کم تین سال کے لئے جمع کرے۔ تین سال کے بعد اسکے مطالبہ پر رقم اسے واپس مل جائے گی۔ ایک دوست لکھتے ہیں کہ میں -/۲۵ ماہوار تین سال کے لئے جمع کرنے کا اپنے دل سے فیصلہ کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلی قسط -/۲۵ کی ارسال کر رہا ہوں۔ تاکہ ہمارے مسیح کے شہر میں ایک چھوٹا سا جھونپڑا بن جائے۔ اور میرے بچے اسلام کے پکے سپاہی بن جائیں۔

یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر احمدی تحریک جدید کی امانت میں ماہوار کچھ نہ کچھ جمع کرنا شروع کرے۔ اور تین سال کے لئے جمع کرے۔ بلکہ جس شخص کے پاس روپیہ کسی بنک میں ہو۔ یا گھر میں ہو۔ اسے بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنا روپیہ تحریک جدید کی امانت میں جمع کر دے۔ اور لکھ دے کہ مجھے یہ روپیہ فلاں عرصہ تک مثلاً ایک سال یا دو سال تک لے سکتا ہے۔ اسی طرح تحریک جدید کی امانت میں بھی رکھ کر روپیہ جب چاہے لے سکتا ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے۔ کہ احباب داخل کرتے وقت یہ تصریح فرما دیں۔ کہ فلاں مدت کے بعد لیا جائے گا۔ بہرحال ہر احمدی کو اپنی اپنی طاقت اور توفیق کے مطابق تحریک جدید کی امانت میں روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔ (خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

پیغامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

”مسئلہ کفر و اسلام پر مولوی اختر حسین صاحب پیغامی مبلغ کا تحریری بیان“

(۱)

نمبر ۱۔ صداقت اور نور یقین و ایمان ایک ایسی دولت اور ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ جب یہ نعمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی کو عطا ہو جاوے۔ تو اسکو ایک نہایت عمدہ اور پاکیزہ زندگی عطا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسمیں ایک عجیب عزم و استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔ دنیا خواہ ہزار ہا اقسام کی مصائب و آلام اور اپنی گوناگوں نیرنگیوں سے اس مبارک وجود پر حملہ آور ہو۔ مگر اس مبارک اور پاک وجود کے استقلال اور عزم اور پاکیزہ اعتقادات میں کچھ بھی تغیر اور تزلزل پیدا نہیں کر سکتی۔ لیکن جس شخص سے نور یقین و ایمان کی دولت کسی شامتِ اعمال کی وجہ سے چھن جاتی ہے اس کو کسی جگہ بھی قرار نصیب نہیں ہوتا۔ معمولی معمولی سی ہوا کی حرکت بھی اسکو اپنے رخِ رفتار کی طرف مائل کر لیتی ہے۔

نمبر ۲۔ ایسے لوگوں کی مثال ہم کو نہایت واضح طور پر اپنے بچھڑے ہوئے پیغامی بھائیوں میں ملتی ہے۔ وہ کبھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اجرار نبوت کے قائل نظر آتے تھے۔ اور کبھی اس نعمتِ عظمیٰ کے دروازہ کو بالکل مسدود قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسی نبوت آپ کے ایک برگزیدہ امتی میں منوانے کے لئے پُر جوش مبلغ نظر آتے تھے۔ مگر کبھی ایسے مدعی نبوت کو (معاذ اللہ) دجال اور لعنتی قرار دیتے ہوئے ذرا حجاب نہیں کرتے۔ پھر کبھی تو یہ لوگ قادیان میں خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات اور تازہ عرفان کے مناظر دکھا دکھا کر لوگوں کو اس مبارک بستی میں ہاں! ”خدا تعالیٰ کے رسول کی تخت گاہ“ میں بار بار آنے۔ بلکہ اس میں آکر ہمیشہ کے لئے بس جانے کی دعوت پہ دعوت دیتے چلے جاتے تھے۔ اور پھر یہی لوگ قادیان کو دجل و فریب اور جھوٹ اور ظلمت گاہ قرار دیتے ہوئے ذرا زبان کو دانتوں تلے نہیں دباتے۔

ہاں ہاں یہی لوگ ایک وقت تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی ”چھوٹی“ بلکہ کھیل کود کے زمانہ کی عمر میں آپکی دینی خدمات کے جوش۔ بلند خیالی“ پاکیزہ سیرت“۔ ”مطہر زندگی“ ”دینی علوم سے بہرہ وری“۔ ”معارف و حقائق“ ”قرآن دانی“ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل قرار دیتے تھے۔ مگر بعد میں یہی لوگ اِسی ”پاکیزہ وجود“ اور ”دلیلِ صداقت“ کو (معاذ اللہ) گمراہ کرنے والا۔ ظالم۔ اور ہیچ و دیگر ناگفتنی۔ اور مکروہ الفاظ سے یاد کرتے ہوئے گردن نہیں جھکاتے۔

پھر یہی لوگ ایک دن اپنے حلفیہ بیانوں کے ساتھ اعلان یہ اعلان کر کے بایں الفاظ لوگوں کو یقین دلاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور برگزیدہ نبی و رسول اور نجات دہندہ یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کے انکار۔ اور مخالفت اور آپ سے علیحدگی۔ اور آپ کے مقام میں کمی کرنے کو ہم موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ (ملخص) مگر چند ہی دنوں بعد رنگ بدل کر ”مدعی نبوت“ کو (معاذ اللہ) لعنتی اور دجال جیسے مکروہ الفاظ سے یاد کرتے ہوئے ذرا نہیں ہچکچاتے۔

ان کے ایسے ہی کئی ایک متضاد اور متہافتانہ خیالات اس پر واضح شہادات ہیں۔ کہ ان سے نور یقین و عرفان جو ان کو کبھی حاصل تھا۔ ان سے جاتا رہا۔ اور ہمارے علیم و خبیر خدا نے ان کے ایسے متلونانہ عادات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم دے دیا تھا۔ جس پر حضور علیہ السلام نے ان کے حق میں فرما دیا تھا۔

قدرت حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہو گئے
یا محبت کے وہ دن تھے یا ہوا ایسا نقار
دھو دیئے دل سے وہ سارے صحبتِ دیریں کے رنگ
پھول بنکر ایک مدت تک ہوئے آخر کو خار
جس قدر نقد تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام

. . . .

نمبر ۳۔ آج کل ہمارے یہی پیغامی دوست پھر اپنے معاندانہ عادات و حالات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سابقہ خیالات و اعتقادات کے خلاف اظہار کرتے ہوئے لوگوں کو ہمارے خلاف اکسانے کی کوشش میں منہمک نظر آتے ہیں۔ چنانچہ دیگر مسائل کے علاوہ کفر و اسلام کا مسئلہ بھی زیر بحث لا رہے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ میں بھی یہ لوگ ہوا کے رخ کے ساتھ اپنا رخ بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسکی مثال میں ان کے مبلغ مولوی اختر حسین صاحب کی ایک دستخطی تحریر پیش خدمت کرتا ہوں جو اس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالتی ہے۔

نمبر ۴۔ ۱۹۳۷ء کی بات ہے۔ کہ میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کے ماتحت شہر چمبہ گیا۔ ان دنوں ابھی جماعت احمدیہ وہاں قائم نہ ہوئی تھی۔ البتہ پیغامی دوست وہاں موجود تھے۔ انہوں نے پہلے تو خود کوشش کی۔ کہ کسی طرح میں ریاست چمبہ کو چھوڑ دوں۔ مگر جب اس بات میں ان کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ تو ریاست چمبہ کے حکام سے ساز باز کر کے مجھ کو نکالنے کی کوشش شروع کی۔ مگر جب اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ تو غیر احمدیوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ جب یہ ہتھیار بھی ناکارہ ثابت ہوا۔ تو اپنے مقتدر اور ذی اثر دوستوں کو لاہور سے بلا کر اثر ڈالنا چاہا۔ حتیٰ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب کے بھائی مولوی دوست محمدؐ صاحب اور مولوی عمر الدین صاحب اور مولوی اختر حسین صاحب مبلغ وہاں مختلف اوقات میں تشریف لائے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان سب کو مختلف نشانات دکھا کر شرمندہ کر کے وہاں سے نکالا۔ اور اپنے فضل سے وہاں نئی جماعت احمدیہ قائم کی۔ بعض نشانات کا ذکر تو انہی دنوں الفضل میں کر دیا گیا تھا۔ مگر بعض ابھی قابل ذکر ہیں۔ اگر کبھی موقعہ ہوا تو آئندہ انشاء اللہ ذکر کروں گا۔ فی الحال ایک بات کا ذکر کرتا ہوں۔

”مسئلہ کفر و اسلام پر فیصلہ کن گفتگو اور تحریر“

نمبر ۵۔ جب مولوی اختر حسین صاحب کی آمد کی خبر چمبہ میں پہنچی۔ تو پیغامی دوست بہت خوش ہوئے۔ اور تمام شہر میں شور برپا کر دیا۔ کہ اب مزا آئیگا۔ کیونکہ اب مولوی عبد الغفور کے برابر کا جوڑ آ رہا ہے۔ یعنی ان کا بھی ایک مولوی فاضل اور لائق مبلغ آ رہا ہے۔ (ان کے ایسا کہنے سے ان کے پہلے آنے والے بزرگوں کی قیمت خود معلوم ہو گئی) غرض مولوی اختر حسین صاحب چمبہ تشریف لائے۔ اور ہمارے خلاف کئی طرح سے (سچ جھوٹ بول کر) لوگوں کو اکسانا شروع کیا۔ ایک دن اتفاق سے مولوی صاحب موصوف اور ان کے مقامی سیکرٹری صاحب سیر کرتے ہوئے مجھے مل گئے۔ میں دونوں کو اپنے مکان پر لے گیا۔ اور کہا۔ کہ مولوی صاحب آئیے۔ پہلے ہم بیٹھ کر اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلافی مسائل پر فیصلہ کن گفتگو کر لیں۔ اس کے بعد اپنے فیصلہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں گے۔ چنانچہ مختلف مسائل پر ہماری گفتگو شروع ہوئی۔ جب میں نے دیکھا۔ کہ مولوی صاحب پہلے ایک بات کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور پھر اس سے انکار کر دیتے ہیں۔ تو میں نے کہا۔ مولوی صاحب اس طرح ٹھیک نہیں۔ اب جو بھی ہم گفتگو کرینگے اسکو لکھ لیا کریں گے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے مولوی صاحب موصوف سے کئی ایک اہم اور ضروری تحریریں حاصل کر لیں۔ جو انشاء اللہ پیش خدمت کروں گا۔ فی الحال مسئلہ کفر و اسلام پر جو مولوی صاحب موصوف کا دستخطی بیان میرے پاس ہے۔ اس کو پیش خدمت کرتا ہوں۔

اس مسئلہ پر گفتگو کرنے سے قبل میں نے مولوی صاحب موصوف سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں اور تحریرات اپنے لئے قابل حجت سمجھتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں میں ان کو اپنے لئے قابل حجت سمجھتا ہوں۔ (گو اس کے بعد مولوی صاحب نے اس کے خلاف بھی مجھے تحریر دیدی تھی) تب خاکسار نے اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۱۶۳ نکالکر سامنے رکھ لیا۔ اور خوب بحث و تمحیص کے بعد مولوی صاحب موصوف نے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدی مولویوں کی طرح کوئی کفر کا فتویٰ شائع نہیں فرمایا۔ نہ ان کے فتویٰ کفر سے پیشتر کسی کو کافر کہا۔ آپ کے سامنے تین قسم کے لوگ تھے۔ ایک وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ شائع کیا۔ دوسرے وہ جنہوں نے آپ کو نہیں مانا۔ کیونکہ وہ آپ کو (معاذ اللہ) مفتری علی اللہ سمجھتے تھے۔ تیسرے وہ لوگ جو نہ فتویٰ کفر میں شامل تھے۔ نہ مفتری سمجھتے تھے۔ بلکہ خاموش تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ دینے والوں کے متعلق بموجب حدیث شریف کفر کا اشتہار بھی نہ دیتے تھے۔ یہ تینوں قسم کے لوگ کافر ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب کا دستخطی بیان درج ذیل ہے۔

چونکہ ان کا اقرار بحث و تمحیص کے نتیجہ میں ہوتا تھا۔ اس لئے بہت مختصر ہوتا تھا۔ بدیں وجہ میں نے وضاحت کے لئے خطوط وحدانی میں بعض تشریحی الفاظ و فقرات درج کر دیئے ہیں۔ اصل تحریر پر خط کھینچ دیا ہے۔ تا فہم میں آسانی ہو۔

(نقل بیان مولوی اختر حسین صاحب)

حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی طرف سے کسی کو کافر کہنے میں سبقت نہیں کی۔ بعض غیروں نے حضرت (مسیح موعودؑ) کو کافر کہا۔ اور وہ بموجب حدیث (حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) خود کافر ہوئے۔ غیر احمدیوں کی طرح حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ السلام) نے کسی کے کفر کا فتویٰ شائع نہیں کیا۔

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر ایک سائل کے سوال کو اس طرح نقل فرمایا ہے۔

"حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبد الحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اب آپ لکھتے ہیں۔ کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔"

مذکورہ بالا سائل کے سوال کا خلاصہ مولوی صاحب نے یوں تسلیم کیا۔ کہ گویا سائل حضرت اقدس کو کہتا ہے۔ کہ حضور نے اپنے منکرین کے متعلق دو متضاد اعلان فرمائے ہیں۔

پہلا اعلان۔ بجز کافر کہنے والے کے کسی کو آپ نے کافر نہیں کہا۔

دوسرا اعلان۔ جس کو میری دعوت پہنچی۔ (اور پھر اس نے میرا) انکار کیا (وہ) کافر ہوا۔

(سائل کے اس سوال کا جو جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا۔ اس کو مولوی صاحب نے یوں تسلیم کیا) جواب حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔ بعد دعوت (یعنی میری دعوت پہنچنے کے بعد مجھے) کافر کہنے والا۔ اور نہ ماننے والا ایک ہی ہوتا ہے (حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس جواب پر ہم نے ایک سوال قائم کیا۔ اور اس کا جواب حضرت اقدس کے فرمان سے نقل کیا۔ سوال یہ تھا)

سوال۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) دعوت (پہنچنے) کے بعد نہ ماننے والا اور آپ کو کافر کہنے والا کیوں ایک ہی (طرح کے کافر) ہوتے ہیں۔ جواب از حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) جو مجھے دعوت پہنچنے کے بعد نہیں مانتا۔ وہ بوجہ مجھے مفتری قرار دینے کے نہیں مانتا۔

اور مفتری کہنے کا یہ مفہوم ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو خدا تعالےٰ کے الہامات نہیں سمجھتا۔ بلکہ ان کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بناوٹی باتیں سمجھتا ہے۔

(اس کے بعد مولوی صاحب موصوف نے اپنے مذکورہ بالا بیان کا خلاصہ یوں فرمایا) ایک قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کافر کہتے ہیں۔ (اور) دوسرے (وہ لوگ) جو (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا) انکار کرتے ہیں۔ یعنی حضرت اقدس (علیہ السلام) کے الہامات کو جھوٹا سمجھ کر آپ کو نہیں مانتے۔ گویا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک (آپ کو) کافر کہنے والے لوگ بھی کافر ہیں۔ اور (آپ کو) مفتری قرار دے کر نہ ماننے والے لوگ بھی کافر ہیں۔

(اس کے علاوہ مولوی اختر حسین صاحب نے اس بات کو بھی تسلیم فرمایا کہ)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والا یعنی آپ کو مفتری قرار دے کر تکذیب یا تکفیر کرنے والا (شخص) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک (دراصل) رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ہی نہ ماننے والا ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ (مولوی اختر حسین صاحب کی اس تحریر سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتا۔ خواہ وہ آپ کو کافر کہتا ہو۔ خواہ الہامات کے دعوے میں سچا نہ سمجھتا ہو۔ ہر دو صورتوں میں اس کا ہزارہا مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا۔ اس کا پنجگانہ نمازوں بلکہ تہجد کا پابند ہونا۔ اس کا تیس پاروں کا حافظ ہونا بھی اسکو مسلمان نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار دراصل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا انکار ہے۔ اور جو شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا منکر ہوگا۔ وہ مسلمان کیسے کہلائے گا)

مذکورہ بالا بیان میں مولوی صاحب موصوف نے دو قسم کے لوگوں کے کفر کا فتویٰ تو دے دیا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ دینے والے بھی کافر اور آپ کو دعویٰ الہام میں سچا نہ سمجھنے والے بھی کافر۔ اب مولوی صاحب کا فتویٰ عام خاموش مسلمانوں کے حق میں بھی سن لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "مکفر (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر کہنے والے اور آپ کو بوجہ مفتری قرار دینے کے تکذیب کرنے والے کے علاوہ لوگوں کی) تیسری قسم بھی ہے۔ یعنی مکفر مولویوں کے کفر کا اشتہار نہ دینے والا (شخص) بھی کافر ہے۔" دستخط سید اختر حسین احمدی ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء)

ناظرین کرام نے دیکھا۔ کہ اہل پیغام کے مبلغ صاحب کس طرح واضح الفاظ میں مجھے فرما چکے ہیں۔ کہ جس شخص نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں مانا۔ خواہ اس نے آپ کو کافر کہا۔ خواہ وہ آپ کو دعویٰ الہامات میں سچا نہ سمجھتا ہو۔ اور خواہ خاموش بیٹھا ہو۔ حتیٰ کہ مکفر مولویوں کے کفر کا اشتہار بھی نہ دیتا ہو۔ وہ ہر صورت میں صریحاً کافر ہے۔ حتیٰ کہ ایسا شخص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بھی منکر ہے۔ خواہ ایسا شخص وہ کلمہ بھی پڑھتا ہو۔ جس سے ایک ہندو اور عیسائی بھی بقول مولوی محمد علی صاحب مسلمان ہو جاتا ہے۔

میں حیران ہوں۔ کہ ایسے کھلے اور واضح بیان کے بعد اہل پیغام کا ہمارے ساتھ مسئلہ کفر و اسلام میں اختلاف کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

چوتھی قسم کا کفر۔ مولوی صاحب موصوف نے ان لوگوں کے کفر کا فتویٰ بھی تحریر فرما کر مجھے عنایت کر دیا ہوا ہے۔ جن تک آپ کا نام بھی نہیں پہنچا۔ مگر وہ انشاء اللہ دوسری قسط میں پیش خدمت کروں گا۔ اب آپ غور فرمائیں۔ کہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک بجز احمدیوں کے اور کوئی شخص بھی ایسا ہے۔ جو مسلمان کہلانے کا مستحق ہو۔ کیونکہ یا تو کوئی مکفر ہوگا۔ یا مکذب یا متردد۔ یا بے خبر۔ اور ان سب کو آپ نے کافر قرار دے دیا ہے۔

نوٹ:۔ پچھلے سال مولوی صاحب موصوف اپنی تحریروں کی تصدیق مولوی نور محمد صاحب پیغامی پریذیڈنٹ ٹاٹانگر اور ہماری جماعت کے معزز اصحاب مثلاً مکرم برادر چودھری عبد اللہ خاں صاحب کے سامنے کر چکے ہیں۔ اس وقت نور محمد صاحب نے مولوی صاحب مکرم کے خلاف ان تحریروں کی وجہ سے بعض سخت الفاظ بھی استعمال فرمائے تھے۔ والسلام

ابو البشارت عبد الغفور (مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن!

وادی بکہ میں برکات شریعت کا نزول
کتاب زبور میں ایک عظیم الشان پیشگوئی

خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے
(ا) اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے افادہ (روحانی) کے لئے تعمیر کیا گیا۔ یقیناً وہی ہے جو بکہ میں ہے۔ وہ برکت دیا گیا ہے اور تمام اقوام عالم کے لئے ہدایت ورشد سے معمور ہے۔ اس کے متعلق کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں۔ مقام ابراہیم کا ہے۔ جو اس میں داخل ہوگیا۔ وہ گویا امن میں آگیا۔

(ب) پھر آیات تحویل کعبہ میں بھی یہی اشارہ کیا گیا۔ فرمایا ...... وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ اور اہل کتاب (صحف سماوی کی رو سے) خوب جانتے ہیں۔ کہ یقیناً وہ (کعبۃ اللہ) تیرے رب کی طرف سے حق ہے"۔

ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بیت اللہ کے متعلق صحف سماوی میں کھلی کھلی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ چنانچہ صحبت امروزہ میں وادی بکہ اور کعبۃ اللہ کے متعلق کتاب زبور کی ایک روشن پیشگوئی پیش کی جاتی ہے۔ جو پیشگوئی قرآن مجید کے مذکورہ دعویٰ پر صاد کر رہی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام مکہ معظمہ اور کعبۃ اللہ کے متعلق پیشگوئی کرتے ہیں۔ اور اس مقدس گھر کی زیارت کے لئے بیتاب ہیں۔ یہ پیشگوئی وادی بکہ میں برکات شریعت کے نزول اور ایک مقدس انسان اور اسکی مقدس امت کے ذکر پر مشتمل ہے۔ جو کتاب زبور میں بایں الفاظ درج ہے

زبور ۸۴ باب

اے لشکروں کے خداوند تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں۔ میری جان خداوند کی بارگاہوں کے لئے آرزومند بلکہ گداز ہوتی ہے۔ میرا دل اور میرا جسم زندہ خدا کے لئے گیت گاتا ہے۔ ...... تیرے مذبح (مقام منیٰ) اے لشکروں کے خداوند میرے بادشاہ اور میرے خدا۔ مبارک وے ہیں۔ جو تیرے گھر (بیت اللہ) میں بستے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تیری ستائش کریں گے۔ سلاہ مبارک وہ انسان (محمد صلعم) جس میں قوت تجھ سے ہے۔ ان کے دل میں تیری طرف سیڑھیاں ہیں۔ وے بکا کی وادی میں گذر کرتے ہوئے اسے پانیوں کے چشمے بنا دیتے ہیں۔ پہلی برسات اسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی ہے۔ (کیتھولک بائیبل میں خط کشیدہ فقرہ کی بجائے صحیح ترجمہ بایں الفاظ دیا گیا۔ "کیونکہ واضع قانون ان کو برکتوں سے ڈھانپ دیگا"۔ یعنی شریعت نازل کرنے والا خدا وادی بکہ کو برکات شریعت سے بھر دیگا) وے قوت سے قوت تک (حاشیہ میں ہے۔ یا قافلہ بہ قافلہ بائیبل ۱۸۷۰) ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا کے آگے صیہوں (جس کے معنے خشک اور ریتلی زمین کے ہیں) میں حاضر ہوتے ہیں۔ اے خداوند رب الافواج میری دعا قبول کر۔ اے یعقوب کے خدا کان دھر سلاہ دیکھ اور اپنے ممسوح کے چہرے پر نظر کر کیونکہ میں تیری بارگاہوں میں ایک دن میرے لئے ایک ہزار سے بہتر ہے۔ میرے لئے خدا کے گھر کی دربانی شریروں کے خیموں میں رہنے کی نسبت بہتر ہے۔ کیونکہ خداوند ایک آفتاب ہے۔ اور سپر ہے۔ خداوند فضل اور جلال بخشتا ہے۔ ان لوگوں سے جو صراط مستقیم پر چلتے ہیں۔ کوئی اچھی چیز دریغ نہ کرے گا۔ مبارک وہ انسان جسے تیرا بھروسہ ہے۔ زبور ۸۴ باب۔

اس زبور کا خلاصہ سرنامہ میں ان الفاظ میں دیا گیا۔" اس بیان میں کہ نبی پاک ہیکل میں خدا کے حضور جانے کا آرزومند...... وہ دعا مانگتا ہے کہ اسیں پھر جانے پائے"۔

مذکورہ پیشگوئی کے اجزاء

مذکورہ پیشگوئی میں مندرجہ ذیل نشانات قابل غور ہیں:-

پہلا نشان۔ وادی بکہ میں ایک عظیم الشان انسان ظاہر ہوگا۔ اور اسکی امت ہمیشہ خدا کی ستائش کرے گی۔

دوسرا نشان۔ اس عظیم الشان انسان کو خدا تعالیٰ ایک قانون یا شریعت دے گا۔ جس کی آبشاریں اس وادی کو سیراب کریں گی۔

تیسرا نشان۔ اس وادی میں بیت اللہ واقع ہے۔ اور جہاں خدا کے پسندیدہ مذبح ہیں۔ یعنی مقام منیٰ۔

چوتھا نشان۔ مذکورہ انسان کی امت قافلہ بہ قافلہ ترقی کرتی جائے گی۔ یہاں تک کہ خدا کے آگے صیہوں میں حاضر ہوگی۔" چنانچہ صلعم کی امت مدینہ منورہ میں آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ پھر دس ہزار قدوسیوں پر مشتمل یہ امت صیہوں یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہوئی۔ یہ وہ صیہوں ہے۔ جس کا تعلق مذکورہ پیشگوئی میں وادی بکہ سے بتلایا گیا۔ چنانچہ اسی زبور میں وادی بکہ اور صیہوں کا ذکر ایک جا کیا گیا۔ یہ وہ صیہوں ہے۔ جو بعد میں آسمان سے اترنے والا تھا (مکاشفات ۲۱ باب) ہاں یہ وہ صیہوں ہے۔ کہ جس کے متعلق یسعیاہ نبی کی کتاب سے ثابت ہے۔ کہ اس میں مذبح ہے۔ یسعیاہ ۶۰/۷ اور لکھا ہے کہ یہ صیہوں بعد میں آنے والا صیہوں ہے۔ یسعیاہ ۶۰/۱۴۔ اور قیدار کی ساری بھیڑیں اور نبیط کے سارے مینڈھے جس صیہوں کے مذبح پر چڑھائے جائیں گے۔ یسعیاہ ۶۰/۷ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ قیدار اور نبیط حضرت اسماعیل کے بیٹے ہیں۔ پیدائش ۲۵/۱۳۔ جن کی نسل عرب میں آباد ہوئی۔ گویا یہ عربی صیہوں ہے۔ نہ کہ اسرائیلی صیہوں۔ پھر اس صیہوں کے لوگوں کے متعلق یسعیاہ نبی کی کتاب میں وہی کچھ لکھا ہے۔ جو زبور کی پیشگوئی میں بیان ہوا۔ مثلاً" امت کی" قافلہ بہ قافلہ" ترقی کا ذکر یسعیاہ نبی کی کتاب میں بایں الفاظ کیا گیا۔ اور تیرے لوگ سب کے سب راستباز ہوں گے۔ ...... وے ایک چھوٹے سے ایک ہزار ہوں گے۔ اور ایک حقیر سے ایک قوی گروہ۔ میں خداوند اس کے عین وقت میں یہ سب کچھ کروں گا۔ یسعیاہ ۶۰/۲۱،۲۲

پانچواں نشان۔ مذکورہ زبور کو بغور پڑھیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کسی مقدس مقام کے لئے تڑپتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ خداوند تیرے مسکن کیا ہی دلکش ہیں۔ میری جان خداوند کی بارگاہوں کے لئے آرزومند بلکہ گداز رہتی ہے۔ تیری بارگاہوں میں میرے لئے ایک دن ایک ہزار سال سے بہتر ہے۔ پس مذکورہ زبور سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس مقام کی زیارت کے لئے ہمہ تن مشتاق ہیں۔ جو ان کے وطن سے دور ہے۔ جس میں قربانگاہ ہے۔ جس میں بیت اللہ ہے۔ اور جس کا تعلق وادی بکہ سے ہے۔ جس مقام میں ایک مبارک انسان اور اسکی مبارک امت داخل ہوگی۔ ورنہ یروشلم اور بیت مقدس کی زیارت تو ان کو ہر آن نصیب تھی۔ اس کی زیارت کے لئے تڑپنے کے کیا معنی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔" بیت مقدس میں میں نے تیری حشمت دیکھی"۔ زبور ۶۳/۲۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ بیت مقدس کا وصال تو ان کو حاصل تھا۔ ان کا دل للکارتا ہے تو کسی ایسے گھر کے لئے جو ان سے دور ہے۔ اور خود تصریح کر دی۔ کہ وہ مقام وادی بکہ میں ہے۔ چنانچہ مکہ معظمہ کا نام قرآن مجید میں بکہ وارد ہوا۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں اس مقام کو ایک وادی قرار دیا گیا۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس اس وادی میں بسایا۔ جہاں کھیتی نہیں۔ پس ظاہر ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جس وادی بکہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جس کو مذکورہ دعا میں وادی غیر ذی زرع قرار دیا گیا۔ جس وادی میں کعبۃ اللہ موجود ہے۔ جس میں قربانگاہ موجود ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے وطن مالوف سے دُور ہے۔ چنانچہ احادیث میں بھی اسے وادی قرار دیا گیا۔ بخاری کتاب الانبیاء میں ہے۔ فلما بلغت الوادی یہ یاد رہے۔ کہ بکہ اور مکہ ایک ہی نام کی دو مختلف صورتیں ہیں۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس گھر کا وصال حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ اس تحقیق پر ہمیں زبور ۱۲۰ باب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام قیدار جاتے ہیں۔ اور قیدار کے خیموں کے پاس اپنی سکونت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ میری جان ان کے ساتھ (یعنی بنی قیدار کے ساتھ) جو صلح سے کینہ رکھتے ہیں۔ اپنے واسطے زیادہ عرصہ سے رہتی ہے۔ میں تو صلح کا آدمی ہوں۔ لیکن جب میں بولتا ہوں۔ تو وے جنگ پر تیار ہوتے ہیں۔ (زبور ۱۲۰ باب)

یہ یاد رہے۔ کہ قیدار حضرت اسماعیل کے بڑے بیٹے کا نام ہے۔ (پیدائش ۲۵/۱۳) اور بائیبل میں اس کا استعمال قوم عرب کی جگہ پایا جاتا ہے۔ دیکھئے (یسعیاہ ۲۱/۱۶، ۴۲/۱۱، ۶۰/۷، یرمیاہ ۲/۱۰، ۴۹/۲۸) چنانچہ کیتھولک بائیبل جلد چہارم کے حاشیہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ قیدار سے مراد عرب ہے۔ (ط ۲۲۱/۳۶)

بنی قیدار خیموں والے مشہور تھے۔ یرمیاہ ۴۹/۲۸ حضرت داؤد علیہ السلام کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ تو بنی قیدار آمادہ پیکار ہوتے ہیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل میں شدید رقابت تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مذکورہ پیشگوئی یعنی ۸۴ زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ میں نے شریروں کے خیمے میں رہنے کی نسبت اپنے خدا کے گھر کی دہلیز پر کھڑا ہونا زیادہ پسند کیا۔ ۸۴/۱۰ گویا آپ بنی قیدار کے خیموں میں رہنے پر خدا کے گھر کی یعنی کعبۃ اللہ کی دربانی کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام کا کعبہ مقصود وادی بکہ کا کعبۃ اللہ تھا۔ جس کی زیارت کے لئے وہ آئے۔ اور آپ کو خداتعالے نے بتلایا۔ کہ یہی وادی غیر ذی زرع روحانی پھل لائے گی۔ یہاں ایک عظیم الشان انسان پیدا ہوگا۔ اور اسکی ایک مقدس امت ہوگی۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھے گی۔ اور پھر صیہون یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہوگی۔ پس زبور ۸۴ باب خداتعالے کے گھر کے فراق میں کہا گیا۔ اس زبور سے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام خدا کے گھر سے دور ہیں۔ اور بیت اللہ کی زیارت کے لئے دل کی بے پناہ تڑپ کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپتے ہیں۔ اس بیت اللہ کے لئے جس کا تعلق وادی بکہ سے ہے۔ وہ وادی بکہ جس کو ایک مقدس انسان اور اسکی مبارک امت نوازنے کے لئے اٹھیگی۔ وہ وادی بکہ جس نے باران شریعت کو جذب کیا۔ جو ہدایت و رشد کے چشموں سے سیراب و شاداب ہوئی۔ غرضیکہ مذکورہ زبور میں وادی بکہ میں پیدا ہونے والے عظیم الشان انسان اس پر نازل شدہ شریعت اور اسکی مقدس امت کے متعلق درخشندہ پیشگوئیاں ہیں۔ یہ پیشگوئیاں جویائے حق کے لئے کھلی کھلی بصیرت کی حامل ہیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

صحف سماوی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں نصاریٰ کی متعصب آنکھ میں خار بن کر کھٹکتی ہیں۔ اور ان کے گلے کا پھندہ بنی ہوئی ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہر روز کی چھبن اور بے چینی کی خلش سے نجات حاصل کرنے کے لئے ان بشارات میں تحریف کرکے اہل اسلام کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی پوری کوشش کی۔ ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن وہ کیونکر کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جب مسلمانوں کے ساتھ خداتعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ولا تزال تطلع علی خائنۃ۔ کہ اہل کتاب کی خیانت سے خداتعالے ان کو ہمیشہ اطلاع دیتا رہے گا۔

چنانچہ زبور ۸۴ باب کی روشن پیشگوئی پر بھی نصاریٰ نے اخفائے حق کا پردہ ڈالنے کی سعی نامشکور کی۔ اور وہ اس طرح کہ بائیبل کے بعض تراجم میں (مثلاً کیتھولک بائیبل) وادی بکا کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ یا حاشیہ میں وادی بکا کا ترجمہ دے دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ پیشگوئی مشتبہ اور مشکوک ہو جائے۔ لیکن کسی مقام یا نام کا ترجمہ کر دینا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیشگوئی میں آنحضرت صلعم کا نام محمدیم وارد ہوا۔ تو بائیبل کے عالموں نے اس کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" کر دیا۔ تاکہ آنحضرت صلعم کے نام کی طرف کسی کا خیال نہ گذرے۔ اسی طرح اور اسی خیال سے وادی بکہ کا ترجمہ کر دیا گیا۔ حالانکہ ہر مقام اور نام کوئی نہ کوئی معنی رکھتا ہے یروشلم کے معنی سلامتی اور امن کے گھر کے ہیں۔ تو کیا علمائے بائیبل اجازت دیں گے۔ کہ بائیبل سے یروشلم نام کاٹ کر اس کا ترجمہ لکھ دیا جائے۔ علی ہٰذا القیاس داؤد کے معنی دوست یا محبوب کے ہیں۔ تو کیا بائیبل سے داؤد کا لفظ کاٹ کر دوست یا محبوب لکھنا درست ہوگا۔ پس اسی طرح وادی بکا اور محمدیم کا ترجمہ کر دینا سراسر ناجائز اور ناواجب حرکت ہے۔ اور پھر انگریزی بائیبل میں ہم Baca کا لفظ موجود پاتے ہیں۔ انگریزی بائیبل میں اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اور Baca (Capital B) سے جو کہ زبردست ثبوت ہے۔ کہ یہ کوئی مقام ہے۔ انگریزی بائیبل کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

Who passing through
The Velly of Baca

الغرض زبور ۸۴ باب کی پیشگوئی حقائق و بصائر سے معمور ہے۔ مبارک ہیں وے جو کہ داؤد علیہ السلام کے کلام کو سمجھیں۔ ان کے عشق کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھیں۔ جو بے پناہ عشق ان کے دل میں کعبۃ اللہ کے لئے موجود تھا۔ ان کی محبت کے شعلے دل کی قندیل میں بند کرلیں۔ جو محبت ان کو وادی بکہ میں ظاہر ہونے والے عظیم الشان انسان سے تھی۔ کیونکہ یہی لوگ ہیں جو عشق الٰہی سے مخمور ہوں گے۔ ہاں یقیناً یہی لوگ ہیں۔ جو آسمان روحانیت کے ستارے بن کر چمکینگے۔ (تشنۂ دعا عبد القادر احمدی)

مردم شماری میں جماعت احمدیہ کا اہم فرض

ہندوؤں کی کوشش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوں جوں مردم شماری کا مقررہ وقت (۲۶/۲۷-۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۴۱ء) قریب آ رہا ہے۔ ہندو اس میں اپنی تعداد زیادہ سے زیادہ دکھانے اور ایسی اقوام کو جو کہ پر زور طریق سے اپنے آپ کو ہندوؤں میں شمار کرانے سے نفرت کرتی ہیں۔ ان کو بھی ہندو قرار دینے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں اور ہر ممکن طریق استعمال کرنے کے انتظامات میں مصروف نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے ہندو لیڈر ہر جگہ ایسی کمیٹیاں بنانے میں سرگرم عمل ہیں۔ جو مردم شماری کے موقعہ پر ہندوؤں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی سعی بلیغ کریں گی۔ خفیہ اور پوشیدہ منصوبوں کے علاوہ اس قسم کے اعلانات پے در پے شائع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کو مردم شماری کے متعلق خاص ہدایات دی جا رہی ہیں۔ اور اچھوت اقوام کو ان کے لیڈروں کی مرضی اور منشا کے صریح خلاف اپنے کنوؤں سے پانی بھرنے کی عارضی اجازت کے چکموں سے ہندو لکھوانے پر مجبور کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ یہانتک کہ بعض جگہوں پر سکھوں کو بھی مردم شماری میں ہندو لکھوانے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ بہرحال ہندو قوم مردم شماری میں اپنی تعداد کے اضافہ کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہی ہے۔ سارودیشک آریہ پرتی ندھی سبھا کے اعلان مندرجہ "ملاپ" کے حسب ذیل الفاظ سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ:۔

"۱۔ سارے بھارت میں لگ بھگ دو ہزار ۲۰۰۰ آریہ سماجیں اور ان کے ہزاروں کارکن مردم شماری کے متعلق ہندوؤں کے اندر بیداری پیدا کر رہے ہیں۔

۲۔ حیدرآباد ریاست میں اس وقت ۱۰۰ سے زیادہ اپدیشک اور کارکن اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔

۳۔ آندھرا۔ تامل ناڈ۔ کرناٹک کیرل وغیرہ علاقوں میں ۱۶۔ اپدیشک یہ کام کر رہے ہیں۔

۴۔ چھوٹا ناگپور میں اس وقت ۱۰ اپدیشک اور دیگر کارکن اسی کام پر مامور ہیں۔

۵۔ گڑھوال وغیرہ پہاڑی علاقوں میں ۵ اپدیشک اور دیگر کارکن کام کر رہے ہیں۔

۶۔ پنجاب کے ہریانہ پرانت اور یو۔پی کے میرٹھ ڈویژن میں ۲۰ اپدیشک لگے ہوئے ہیں۔

۷۔ پنجاب۔ یو۔پی۔ راجپوتانہ۔ سی۔پی بمبئی پراونشل سبھاؤں کے ۱۵۰ سے زیادہ ورکر اور اپدیشک کام کر رہے ہیں۔ اور یہی حال بنگال بہار۔ سندھ۔ آسام وغیرہ صوبوں کا ہے"۔ (پرتاپ لاہور ۱۷ فروری ۱۹۴۱ء صفحہ ۹)

اگرچہ اس بات کے لئے خود ہندوؤں کی شہادتیں موجود ہیں۔ کہ ہندوؤں کی تعداد نہ صرف موت و حیات کے قدرتی عمل کی وجہ سے بلکہ ان کے برضا و رغبت مسلمان ہونے کے باعث بھی بڑی سرعت کے ساتھ کم ہو رہی ہے۔ جسے اعداد و شمار کے لحاظ سے ہندو خود بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہ یہ چاہتے اور اس کے لئے پوری کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مردم شماری کے رو سے اپنی تعداد گذشتہ مردم شماری سے بھی زیادہ پیش کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے بڑے بڑے لیڈر منظم طور پر اپنی تعداد کو بڑھانے کی سکیمیں سوچ کر ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش میں ہیں۔

مسلمانوں سے خطاب

پس ہم مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھیں اگر ہندوؤں کی ان سرگرمیوں سے پیشتر نہیں کھلیں۔ تو اب ضرور کھل جانی چاہئیں۔ اور انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر وہ بیدار نہ ہوئے۔ حالانکہ اب بیداری کا وقت نہیں۔ بلکہ اصل کام کا وقت آن پہنچا ہے۔ اور انہوں نے مردم شماری کے کاغذات میں اپنی تعداد صحیح طور پر درج کرانے کی کوشش نہ کی۔ تو ہندوستان کے وہ صوبے جہاں مسلمانوں کی قلت ہے۔ وہاں تو وہ قلت میں رہیں گے ہی مگر وہ یہ بھی یقین کر لیں۔ کہ اس کوتاہی کے نتیجہ میں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے ہندوؤں کی ان کوششوں کے نتیجہ میں وہاں بھی وہ قلت میں ہو جائیں گے۔ اور اگر کچھ کثرت رہی بھی تو وہ اتنی معمولی ہوگی۔ کہ قطعاً قابل التفات نہ ہوگی۔

پس ہندوستان کے مسلمانوں کو عموماً اور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کو خصوصاً اس طرف دھیان کرنا چاہیئے کیونکہ ہندو ایک طرف تو یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اپنی تعداد زیادہ سے زیادہ دکھائیں۔ اور دوسری طرف وہ اس بارہ میں بھی ساعی ہیں۔ کہ کسی طرح مسلمانوں کی تعداد کم کردیں۔ اگر اس میں خدانخواستہ انہیں کامیابی حاصل ہو گئی۔ تو مسلمان غور کرلیں۔ کہ ان کے سیاسی اور ملکی حقوق پر کس قدر ناگوار اثر پڑے گا۔

جماعت احمدیہ سے خطاب

اس کے ساتھ ہم جماعت احمدیہ کو بھی اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہ صرف ہندوستان کے شہروں میں بلکہ بہت سے قصبات اور دیہات میں بھی احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ اور اکیلے دوکیلے احمدی تو اکثر مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس وقت اپنے باہمی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے امت محمدیہ کا درد رکھنے والے مسلمانوں کو مردم شماری کی اہمیت کا احساس کرا کر اس امر کے لئے آمادہ کریں۔ کہ وہ اپنے میں سے سمجھدار اور ذی اثر اصحاب کو منتخب کریں۔ کہ جو مردم شماری کرنے والے سرکاری ملازمین کے ساتھ رہ کر مسلمانوں کے صحیح اندراجات کرائیں۔

ہمیں امید کامل ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے احباب جہاں جہاں بھی یہ تحریک کریں گے۔ اور اس کام کے لئے اپنی خدمات سب سے پہلے پیش کریں گے۔ وہاں ضرور انہیں کامیابی حاصل ہوگی۔ اور ان کی مدد کرنے والے ایسے مسلمان ضرور کھڑے ہوجائیں گے۔ جو بخوشی اس کام کی ذمہ واری اٹھالیں گے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کسی جگہ کے مسلمان اس قدر بے حس اور اتنے خود فراموش ثابت ہوئے۔ کہ وہ اس تحریک میں نہ شامل ہونا چاہیں۔ تو وہاں جس قدر احمدی ہوں۔ انہیں اپنے کام کاج چھوڑ چھاڑ کر اس سارے بوجھ کو خود اٹھانے کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ ان کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ مردم شماری کے کاغذات کی گھر بہ گھر پھر کر پڑتال کرنے والی پارٹیوں کے ساتھ رہیں۔ اور کاغذات میں اندراجات کے درست ہونے کے متعلق اپنا اطمینان کرتے جائیں۔ اگر کوئی اندراج درست نہ ہو۔ یا مکمل نہ ہو۔ تو وہ شمار کنندوں سے کہہ کر اسکی اصلاح یا تکمیل کرائیں۔

اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی دیکھ بھال کریں۔ کہ دیگر اقوام کے متعلق جو ہدایات مردم شماری کے کاغذات میں درج ہیں۔ اور ان کے لئے جو خانے مخصوص ہیں۔ وہ درست طور پر پُر کئے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور کوئی ایسی صورت تو اختیار نہیں کی گئی۔ کہ جو لوگ ہندوؤں میں شامل نہیں ہیں۔ ان کو ہندوؤں میں لکھ لیا گیا ہو۔

غرض ایک طرف تو مسلمان عموماً اور احمدی اصحاب خصوصاً مسلمانوں کی صحیح تعداد میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہونے دیں۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کی تعداد میں کوئی بیجا اضافہ نہ کرنے دیں۔ اگر اس بارہ میں کہیں سرکاری قواعد کی خلاف ورزی پائی جائے اور باوجود توجہ دلانے کے افسران اصلاح نہ کریں۔ تو پھر مردم شماری کرنے والے کا نام اور مکان کا نمبر نوٹ کرکے سپرنٹنڈنٹ صاحب مردم شماری کی خدمت میں بھیجیں۔ اور اسکی ایک نقل جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کے دفتر میں بھی ضروری کارروائی کے لئے بھیجدیں۔

مذہب ”احمدی مسلم“ اور زبان ”اردو“ لکھائیں

اس کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد (۴ر نومبر ۱۹۰۰ء) کے مطابق جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ مردم شماری کے موقعہ پر **مذہب** کے خانہ میں اپنے آپ کو

”احمدی مسلم“

اور **زبان** کے خانہ میں

”اردو“

اندراج کرائیں۔ اور اندراج کرتے وقت ہر احمدی مرد۔ عورت حتیٰ کہ اگر ایک دن کا بچہ ہو۔ تو اس کا نام بھی ضرور لکھانا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے بموجب اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے ایک نام بھی اندراج ہونے سے رہ گیا۔ تو آپ جماعت سے دشمنی کرنے والے ٹھیریں گے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سبکی ہوگی۔

بیعت کے لئے تیار بھی احمدی لکھائیں

۱۹۰۱ء میں جب مردم شماری ہونے والی تھی۔ تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”اشتہار واجب الاظہار“ نام ایک اعلان شائع کرکے جہاں اپنی جماعت کی مردم شماری میں **احمدی** لکھانے کا حکم فرمایا تھا۔ وہاں ایک اور ضروری امر کا بھی ارشاد فرمایا۔ اسکی طرف بھی جماعت کا فرض ہے۔ کہ توجہ کرے۔ اور وہ یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

”جو شخص بیعت کرنے کے لئے مستعد ہے۔ گو ابھی بیعت نہیں کی۔ اس کو بھی چاہیئے۔ کہ اس ہدایت کے مطابق اپنا نام (احمدی مسلم) لکھائے“۔ (اشتہار ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء صہ۴)

سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق جماعت احمدیہ کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض لوگ ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت کے بالکل قریب آگئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نمازیں بھی احمدیوں کے ساتھ ہی پڑھتے اور چندہ وغیرہ بھی دیتے ہیں۔ مگر وہ کسی موقعہ کی انتظار میں ہوتے ہیں۔ کہ اس وقت بیعت کریں گے۔ مثلاً بعض اصحاب مجلس مشاورت پر آکر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے ارادہ سے تحریری بیعت سے رکے رہتے ہیں۔ بعض جلسہ سالانہ پر بیعت سے مشرف ہونے کا تہیہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو اپنے کسی ایک یا زیادہ رشتہ داروں کو بھی اپنے ساتھ ہی بیعت کے لئے تیار کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ سب اکٹھے بیعت کرکے داخل احمدیت ہوں۔ پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو دیہات میں ہونے یا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے تحریری بیعت سے قاصر ہوتے اور دوسروں کے لکھ کر دینے کا انتظار کرنے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں۔ غرض بہت سے لوگ جو اندرونی طور پر احمدی ہو چکے ہوتے ہیں۔ مگر کسی وجہ سے بیعت نہیں کرسکے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق جماعت کے افراد کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسے تمام لوگوں سے کہیں۔ کہ وہ بھی مردم شماری میں اپنے آپ کو ”**احمدی مسلم**“ لکھائیں۔ اور جن احمدی احباب کے زیر تبلیغ ایسے احباب ہوں۔ ان کو ان کا بھی خیال رکھنا اور ان کے ناموں کے ساتھ احمدی مسلم درج کرانا چاہیئے۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے صحیح ہونے کی دلیل

(از حضرت پیر منظور محمد صاحب دفتر لیسرنا القرآن قادیان)

حدیث قدسی کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے چاہا۔ کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ تو اس نے انسان جیسی چیز بنائی۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو کامل طور پر ظاہر کرنا تھا۔ نہ کہ ناقص طور پر۔ اسلیئے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے آپ کو کامل طور پر ظاہر کیا ہے۔ ایک ایسے کامل انسان کی ضرورت تھی۔ جو خدا تعالیٰ کو کامل طور پر پہچان جائے۔ مگر اسی انسان کا کامل ہونا ثابت کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت تھی۔ کہ اس کامل انسان کے ساتھ اور بہت سے انسان بھی پیدا کئے جائیں۔ اور ان میں مدارج رکھے جائیں۔ تاکہ بموجب قانون تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا ناقص کو دیکھ کر کامل کی پہچان ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے لوگوں کے درجوں میں تفاوت رکھا۔ یعنی کوئی ادنیٰ۔ کوئی اس سے اعلیٰ۔ کوئی اس سے اعلیٰ۔ چنانچہ فرمایا۔ ھُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللّٰہِ۔ پس مطابق اصول فلسفہ کہ تسلسل باطل ہے۔ ایک کامل انسان پر انسانوں کے اس سلسلۂ مدارج کا ختم ہونا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے دنیا میں کسی ہمجنس مخلوق کے افراد کو اسلیئے بھی ایک جیسا نہیں بنایا۔ تاکہ اس کے واحد ہونے پر دلیل ہو۔ چنانچہ ایک درخت کا پتّا اس درخت کے دوسرے پتّے سے نہیں ملتا۔ نیز اگر وہ باقی تمام انسانوں کو بھی کامل بناتا۔ تو یہ بات مشتبہ رہتی۔ کہ ان میں سے انسان کامل کونسا ہے۔ اور جب اس بات کا علم نہ ہوتا۔ کہ انسانِ کامل کونسا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کا کامل طور پر پہچانا جانا بھی مشتبہ رہتا۔ اور حدیث قدسی مندرجہ بالا کی یہ بات کہ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ بھی پوری نہ ہوتی۔ غرض ضروری تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کو کامل طور پر پہچاننے والا ایک ہی انسان ہو۔ پس وہ آدم جس کا اس حدیث شریف میں ذکر ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں اعلم الناس اور اعرف الناس ہیں۔ اور چونکہ انسان کے قیام کے لئے زمین آسمان۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ ہوا۔ پانی درخت۔ جانور وغیرہ کا ہونا ضروری تھا۔ لہذا انسان کی پرورش اور قیام کے لئے ان چیزوں کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا۔ لیکن چونکہ مطابق تحقیقات مندرجہ بالا تمام انسانوں میں مقصود اور مطلوب انسان جو خدا تعالیٰ کی صہ

صہ معرفت میں کامل ہو ایک ہی ہوسکتا ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اسلیئے زمین وآسمان اور مافیہا کا پیدا ہونا بھی دراصل حضور کے لئے ہی ہوا۔ اور دوسرے سب طفیلی ہوئے۔ غرض کسی ایسی حدیث کا ہونا ضروری تھا جس سے مضمون مندرجہ بالا ثابت ہوتا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا وہ خواب جس کی بنا پر میں احمدی ہوا

شیخ علی گوہر صاحب ایک بہت پرانے احمدی ہیں۔ آپ نے قبول احمدیت کی وجہ ایک خواب بیان فرمائی۔ جو بالکل انہی کے الفاظ میں درج کی جاتی ہے۔ (ذبیح احمدی)

دسمبر ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے۔ کہ رات کے وقت مجھے ایک خواب آئی (میں ان دنوں ضلع ملتان میں پٹواری نہر تھا) کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں ایک شخص کے ساتھ سفر کر رہا ہوں۔ ہم دونوں یکے پر سوار تھے۔ ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ کہ جہاں ایک نہر جاری ہے۔ اور وہاں ایک کوٹھا بنا ہوا ہے۔ اور دو دوکانیں مٹھائی کی بھی ہیں۔ میں اپنے ہمراہی سے پوچھتا ہوں۔ کہ یہ کونسی نہر ہے؟ اس نے بتلایا۔ کہ یہ شاخ سبرا ہے۔ پھر ہماری سواری ایک ایسے راستہ سے گذری۔ جو نشیب معلوم ہوتا ہے۔ جب ہم تھوڑی دور آگے گئے۔ تو ہم دونوں گھوڑے کے گر پڑنے سے زمین پر آگرے۔ اس وقت ایک عورت اور ایک مرد بھی وہاں آگئے۔ اس مرد نے مجھ سے کہا۔ "میاں جی چوٹ تو نہیں لگی" میں نے جواب دیا۔ کہ خدا نے بچا لیا ہے۔ کوئی چوٹ نہیں آئی۔ اسکی ساتھی عورت نے کہا۔ "ویر چوٹ کیوں لگدی۔ اچھے پاسے جو جا رہے ہو" میں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ "مئی نہیں جاندی؟ مرزے کول جا رہے ہو" پھر میں نے اس سے پوچھا۔ کہ مرزا اچھا آدمی ہے؟ اس نے کہا۔ اچھا ای اے تے لوگ اُہدے پاس دُوروں دوروں آوندے نے" بعد ازاں ہم ایک ایسے گاؤں میں پہنچے۔ جس کے مکان کچھ کچے اور کچھ پکے نظر آئے۔ جب ہم اس گاؤں کے اندر گئے۔ تو بازار میں ایک کنواں دیکھا۔ جس کے دائیں اور بائیں دونوں طرف لوگ جا رہے تھے۔ ہم دائیں طرف سے جا کر ایسے مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک چھوٹا سا میدان تھا۔ اس جگہ میرے ہمراہی نے مجھ سے کہا۔ کہ آؤ باغ کی سیر کر آئیں۔ اس باغ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ایک خشک سا دریا نظر آیا۔ جس میں سینجی اُگی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اس خشک دریا میں چھوٹی چھوٹی پک ڈنڈیاں بھی تھیں۔ جب باغ کی سیر کر کے واپس آئے۔ ✱ آتے وقت راستہ میں ایک گاؤں آیا۔ میں نے اپنے ہمراہی سے دریافت کیا۔ کہ اس گاؤں کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا۔ اس کا نام "سنکو ہا" ہے۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔

✱ [illegible] ہم اسی گاؤں سے پھر واپس آئے

بعد ازاں مارچ ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔ کہ میں دس دن کی رخصت لے کر اپنے گاؤں رحیم آباد ضلع گورداسپور میں آیا۔ ہمارے گاؤں کے راستے میں (بٹالہ سے جاتے ہوئے) وڈالہ بانگر آتا ہے۔ میں وہاں اپنے ایک رشتہ دار یعنی شیخ عبدالحق صاحب سے ملنے گیا۔ تو انہوں نے مجھے کہا۔ کہ آپ دو دن کی فرصت نکال کر میرے ساتھ قادیان ضرور چلیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں دو دن کے بعد آپ کے پاس آجاؤنگا آپ سواری کا انتظام کر چھوڑیں۔ تاکہ قادیان جائیں۔ چنانچہ میں حسب وعدہ دو دن کے بعد صبح ہی وڈالے بانگر پہنچ گیا۔ انہوں نے ایک یکہ کرائے پر کر رکھا تھا۔ چنانچہ میں اور شیخ عبدالحق صاحب مذکور دونوں اس پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ جب ہم بٹالہ سے آگے ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں نہر ہے۔ تو وہاں ایک کوٹھا اور دو مٹھائی کی دوکانیں موجود تھیں۔ میں نے شیخ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ اس نہر کا کیا نام ہے۔ انہوں نے کہا۔ "شاخ سبرا" جب ہم نہر عبور کر کے قادیان کی طرف بڑھے۔ تو اگلا راستہ نشیب تھا۔ وہاں ہمارے یکے کا گھوڑا بدکا۔ اور گر گیا۔ اس کے گرنے سے ہم دونوں بھی گر پڑے۔ اس وقت دوسری طرف سے ایک سکھ مرد اور ایک عورت آ رہے تھے مرد نے ہمیں گرتے ہوئے دیکھ دریافت کیا۔ کہ "میاں جی سٹ تے نہیں لگی" میں نے کہا۔ خدا نے بچا لیا ہے۔ عورت بولی "ویرا چنگے پاسے جاندے او۔ سٹ کیوں لگدی" میں نے اس عورت سے دریافت کیا۔ کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ "مئی نہیں جاندی؟ تسیں مرزے کول جا رہے او" میں نے کہا۔ مرزا اچھا آدمی ہے۔ اس نے کہا۔ اچھا ای اے تے لوک دُوروں دُوروں ڈھک دے نے ناں" جب ہم قادیان میں داخل ہوئے۔ تو مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہندو بازار کے چوک میں جو کنواں ہے۔ اس کے دائیں بائیں دونوں طرف لوگ جا رہے تھے۔ ہم دائیں طرف سے ہو کر گئے۔ اور مہمان خانے میں پہنچ گئے۔ کچھ دیر کے بعد شیخ صاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ آؤ بہشتی مقبرے سے ہو آئیں۔ چنانچہ جب ہم حضرت صاحب کے باغ اور بہشتی مقبرے سے واپس ہوئے۔ تو عصر کا وقت تھا یا مغرب کا اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ بہر حال وہ نماز ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتدا میں ادا کی۔ اور آپ کو بغور دیکھا۔ مگر بیعت نہیں کی۔ دوسرے دن صبح ہی ہم نے وہاں سے دو خچریں کرایہ پر لیں۔ اور اپنے گاؤں کو واپس ہو لئے۔ راستہ میں ایک دو گاؤں گذرنے کے بعد ایک گاؤں اور آیا۔ اور میں نے اپنے ہمراہ شیخ عبدالحق صاحب سے پوچھا۔ کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے۔ اس نے بتلایا۔ کہ اس کا نام سنکوہا ہے۔ اس وقت مجھے اپنی خواب یاد آئی۔ جو ضلع ملتان میں دیکھی تھی۔ اور سارا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اور مجھے بے حد افسوس ہوا۔ کہ میں نے بیعت کیوں نہ کرلی۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ خود کھینچ کر قادیان لے گیا تھا۔

مجرّب اور خالص ادویہ

اگر آپ کو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دوا خانہ سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ادویہ ہم آپ کو مہیا کر کے دیں گے۔ اسکے علاوہ ہمارے دوا خانہ میں خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:-

تریاق کبیر } یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سر درد۔ پیٹ درد۔ دانت کی درد۔ گلے کی درد۔ سینہ کی درد۔ اسہال۔ سوء ہضم۔ ہیضہ وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ کاٹے۔ ان کے زخموں کے لئے یہ تریاق ہے۔ بخار وغیرہ میں بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ ہر گھر میں اس کا موجود ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ر درمیانی عہ بڑی شیشی عار۔ اس کے اثر کے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سید جلال الدین صاحب کشمیری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دو سال سے معدے کی سخت تکلیف تھی۔ جس کی وجہ سے ایک چھٹانک غذا ہضم ہونی مشکل ہو گئی تھی۔ لیکن میں نے دوا خانہ خدمت خلق سے تریاق کبیر لیا۔ اسے شروع کئے چند ہی دن گذرے ہوں گے۔ کہ اس نے حیرت انگیز فائدہ کیا۔ کھانا وغیرہ بخوبی ہضم ہو جاتا ہے۔ اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے جو بدنی سستی اور کمزوری وغیرہ تھی۔ اس میں بھی فائدہ ہو رہا ہے۔

سرمہ ممیرا خاص } یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سرخی کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عگر ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۰ر۔

سرمہ اکسیر چشم } یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ خصوصاً نئے اور پرانے ککروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخنہ وغیرہ امراض کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ عگار ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۲ر۔ ان کے اثر کے متعلق ذیل کے سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں:۔ مکرمہ جنابہ سردار بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول دوالمیال ضلع جہلم سے تحریر فرماتی ہیں۔ کہ میں نے آپکے دوا خانہ سے سرمہ ممیرا خاص بطور نمونہ لیا تھا۔ اور خود استعمال کیا۔ میری آنکھوں میں مدت سے ککرے تھے۔ اور کثرت سے پانی بہتا تھا۔ میں نے چند روز آپکے سرمہ کو استعمال کیا۔ واقعی آنکھوں کے مریضوں کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اور خاص کر ککروں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

جناب محمد عارف صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایچ قبولہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپسے سرمہ اکسیر چشم جو بطور نمونہ منگایا تھا۔ میں نے ایک مریض کو استعمال کرایا۔ جس سے اسکو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ سرمہ اکسیر چشم واقعی اکسیر چشم ثابت ہوا ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ دوا خانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

بعد ازاں رخصت ختم ہونے پر جب میں ملتان گیا۔ تو وہاں سے بذریعہ خط بیعت کی۔

میں (ذبیح احمدی) نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کو "شاخ سبرا" اور "ستکوہے" کا پہلے علم نہ تھا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ میں چھوٹی عمر میں ہی ضلع ملتان میں چلا گیا تھا۔ اسلئے مجھے اس علاقے کا قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ نہر مذکور کا نام میں نے اسی دن ہی شیخ صاحب مذکور سے سنا۔

اس واقعہ اور خواب کے گواہ شیخ عبد الحق صاحب ابھی زندہ ہیں۔

ہمارے روبرو شیخ علی گوہر صاحب نے یہ خواب اپنے لفظوں میں لکھوایا۔ اور ذبیح صاحب نے لکھا۔ بقلم خود محمدؐ منشی خاں مبلغ۔ برکت علی بقلم خود احمدی۔ (محمدؐ اسماعیل ذبیح مولوی فاضل)

کیا مذہب منافرت پھیلانے کا باعث ہے؟

ایک شدید غلط فہمی کا ازالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان دنوں جبکہ ہندوستان میں مردم شماری کا اہم مسئلہ درپیش ہے۔ اخباری دنیا میں قسم قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کوئی اخبار کچھ لکھتا ہے تو کوئی کچھ۔

اسی سلسلہ میں بعض انگریزی اخبارات نے مذہب کو بدنام کرنے کے لئے جو رویہ اختیار کیا ہے۔ وہ نہایت ہی مکروہ اور کروڑہا انسانوں کے قلوب کو مجروح کرنے کا باعث ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ چونکہ مذہب امن و امان کے خلاف مختلف قوموں اور ملکوں کے درمیان منافرت کی خلیج وسیع کر رہا ہے۔ لہذا مردم شماری کے خانوں میں اسکو ہرگز جگہ نہ دی جائے۔ یعنی کوئی انسان بھی اپنا مذہب نہ لکھائے۔ بلکہ نام ولدیت۔ قومیت اور جائے سکونت کے خانے پُر کرنے ہی کافی ہیں۔ یہ ایک قابل غور سوال ہے۔ جس کا جواب دینا ہر اس انسان کے لئے جس کے نزدیک مذہب کی کچھ قدر و قیمت ہے۔ لابدی اور ضروری ہے۔

ہم چونکہ مذہب اسلام کے پیرو ہیں۔ لہذا ہم پر بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ ہم مذکورہ بالا غلط فہمی کو دور کر کے مذہب کے بارے میں اصلیت اور حقیقت سے ناآشناؤں کو آشنا کریں۔

یاد رہے۔ کہ ہم مسلمانوں کا یہ مذہبی عقیدہ ہے۔ کہ جو انسان بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاحِ خلق کی خاطر مبعوث ہؤا۔ (اگرچہ وہ ہندو۔ سکھ اور عیسائیوں میں ہی کیوں نہ آیا ہو) خدا تعالےٰ نے اسے صلح و امن کی ہی تعلیم دیکر بھیجا۔ نہ کہ پھوٹ اور منافرت کا بیج بونے کے لئے۔ جو شخص بھی اس کے برعکس خیال کرتا ہے۔ وہ ہمارے نزدیک یا تو خود غلطی خوردہ ہے۔ یا وہ دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ جس میں وہ کبھی بھی کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتا۔

اسلام کی رو سے کسی بانئ مذہب علیہ السلام نے فتنہ و فساد کی تعلیم نہیں دی۔ چنانچہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حدیث شریف میں مسلم کی تعریف بیان فرماتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ المسلم من سلم المسلمون من یدہٖ ولسانہٖ۔ یعنی مسلمان وہی ہے۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ پھر اس سے بھی ایک واضح حدیث ہے۔ فرمایا لایؤمن احدکم حتّٰی یحبّ لاخیہ ما یحب لنفسہٖ۔ یعنی کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ چیز جو وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ دوسرے کے لئے پسند نہ کرے۔ غرض اس قسم کے سینکڑوں ارشادات موجود ہیں۔ جو اس بات کا بیّن ثبوت ہیں۔ کہ جن لوگوں نے مذکورہ بالا سوال اٹھایا ہے۔ انہوں نے مذہبی تعلیمات سے عدم واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔

اگر ایسے لوگ موجودہ حالاتِ زمانہ پر ہی نگاہ ڈال لیتے۔ تو انہیں ایسی بات کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آج جو ہر ملک پر جنگ کے خوفناک بادل چھائے ہوئے ہیں۔ اور لکھوکھا انسان اس وقت تک موت کے مُنہ میں جا چکا ہے۔ تو کیا یہ مذہب کی بنا پر؟ یا اسکی تعلیم مقدس کو پسِ پشت پھینک کر۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ اگر ابنائے آدم اسلام کے زریں اصولوں پر کاربند ہوتے۔ تو کبھی بھی یہ خونی منظر دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اس ہولناک اور پر ہیبت دَور کا سبب محض اور محض مذہب کی ہدایات سے روگرداں ہونا اور دہریت جیسی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا ہے۔

کیا یہ جنگی آفات مذہب کے نام پر آئی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ان کی آمد کا واحد سبب یورپ کی مسیحی اقوام کا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی انجیلی تعلیم کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اس کے آگے دوسرا بھی پھیر دو۔ کو خیرباد کہہ کر من مانی کارروائیاں کرنا ہے۔ اگر یہ قومیں اپنے مذہب کی تعلیم کو پیش نظر رکھتیں۔ تو آج انہیں خون کے ساتھ کھیلنا نہ پڑتا۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی تاریخ اس امر کی زندہ گواہ ہے۔ کہ وہی عرب کے وحشی لوگ جو بات بات پر لڑ پڑتے تھے۔ کس طرح شہزادۂ امن محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس غلامی کا شرف حاصل کر کے اور اسلام جیسے صراطِ مستقیم کو پا کر اور اس پر عمل کر کے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

کیا دنیا والوں کی نظر سے اوس۔ خزرج کی زمانہ جاہلیت کی جنگیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دوسرے سے ان کا پیوند محبت جوڑنا اور ایک کی خاطر ۴۹۵ دوسرے کا ایثار و استقلال کی عدیم المثال مثالیں قائم کرنا اوجھل ہو گیا؟ نہیں نہیں۔ یقیناً شہزادۂ یثرب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ سنہری کارنامہ روز قیامت تک اہل دنیا کے سامنے رہیگا اور ان لوگوں کو جو مذہب کو بدنام کرنے کی ٹھان چکے ہیں۔ ہمیشہ جھوٹا اور مفتری ہی ثابت کرتا رہیگا۔

نہ معلوم مذکورہ بالا بات اٹھانے والوں کو کیا سوجھی کہ وہ بغیر تحقیق کئے مذہب کو بدنام کرنے اور منافرت و انشقاق کو اس کا باعث قرار دینے پر اتر آئے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہندوستانیوں کے دلوں سے مذہبی احساس ہرگز نہیں مٹ سکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مذہب کے نام پر اپنی جانیں تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جائیں مگر وہ اس بات کے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کہ قتل و خونریزی کا سبب مذہب ہے۔

فی الحال میں انہی چند سطور پر اکتفا کرتا ہوں اگر اور ضرورت پڑی تو انشاء اللہ مزید روشنی ڈالنے سے دریغ نہ کروں گا۔ والسلام

(خواجہ) خورشید احمدؐ مجاہد سیالکوٹی دار البرکات قادیان

مقامی کارکنان جماعت احمدیہ کی خاص توجہ کیلئے

سرکاری مردم شماری کی تاریخیں ۲۶ر ۲۷ر ۲۸ر فروری و یکم مارچ کو نہ بھولیں

ان ایام میں تمام کارکنان کا فرض ہے۔ کہ خانہ "مذہب" میں وہ "احمدی مسلم" لکھائیں۔ اور خانہ "زبان" میں "اردو" لکھائیں۔ اگر شمار کنندگان میں سے کوئی اندراج سے انکار کرے۔ تو اسے بتلا دیا جائے کہ مردم شماری کے افسران سے اس بارہ میں ہدایت طلب کی گئی تھی۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے ہمیں بتلایا ہے۔ کہ ان کی طرف سے اپنے ماتحتوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ کہ اگر کوئی "مذہب" کے خانہ میں اپنا فرقہ نمایاں کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اور شمار کنندگان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسکی مرضی کے مطابق ایسا درج کریں۔ شہری حلقہ جات میں امیر جماعت اس اعلان کی اشاعت خطبہ جمعہ میں اچھی طرح سے کرا دیں۔ اور ہر محلہ میں ایک ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا دیں۔ کہ وہ شمار کنندگان سے فرقہ مذہب کا اندراج احتیاط سے کروائیں۔ اور ہیڈ کوارٹر۔ ضلع یا تحصیل کے امیر جماعت دیہاتی حلقہ جات میں اسکی اطلاع بذریعہ خاص انتظام کروائیں۔ خصوصاً جہاں اخبار الفضل نہیں جاتی ہے۔ یہ ایک نہایت ضروری امر ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ سرکاری مردم شماری ہے۔ اس میں اس بات کا اہتمام رکھا جائے۔ کہ کوئی فرد باہر نہ رہے۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں (مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

لنڈن ۱۸ فروری ۔ برطانیہ کے وزیر خوراک نے ہاؤس آف لارڈز میں بیان دیتے ہوئے کہا ۔ کہ خوراک کے بارہ میں ہمیں ابھی اور پابندیاں اپنے اوپر عائد کرنا پڑیں گی ۔ ہمارا روٹی کا مسئلہ تشویشناک ہے ۔ جانوروں کی چربی اب نہیں مل رہی ۔ پنیر کی کمی بھی تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے ۔ گوشت کی درآمد کرنے والے جہاز بحیرہ روم کی مہم پر بھیج دیئے گئے ہیں ۔ اب پھلوں کی سپلائی بھی پہلے سے آدھی رہ جائے گی ۔ پیاز کی کمی نے ہماری قوم کو سخت دھکا لگایا ہے ۔ اسلئے میں نے چودہ ہزار ایکڑ میں پیاز کی کاشت کرا دی ہے ۔ غیر ممالک سے خشک دودھ کی کل مقدار منگوائی جا رہی ہے ۔ تا بوقت ضرورت اسی پر گذر کی جا سکے ۔

پشاور ۱۸ فروری ۔ گاندھی جی نے ایک شخص کے جواب میں لکھا ہے ۔ کہ میں نے احراریوں کو ستیہ آگرہ کی اجازت بالکل نہیں دی ۔ سوائے ان ایک دو کے جو کلیۃً کانگرس میں شامل ہو چکے ہیں ۔

لنڈن ۱۸ فروری ۔ جنوری میں ہوائی حملوں سے لنڈن میں ۱۵۰۲ اشخاص ہلاک اور ۲۰۱۲ زخمی ہوئے ۔

پھگواڑہ ۱۸ فروری کھانڈ ۔/۱۰/۹ روپے بجھوڑ ۸/۸ روپے لائل پور گندم وڑہ ۶/-/۳ ۵۹۱ء ۶/۱/۳ روپے چنے ۶/۱۲/۲ روپے ۔ بنولہ وڑہ ۶/۱۲/۱ کپاس دیسی ۔/۶/۸ روپے نرما ۔/۱۲/۷ ۔ گڑ ۔/۸/۲ شکر ۔/۸/۳

مالٹا ۱۸ فروری گذشتہ اتوار کو مالٹا پر ایک دن میں دس ہوائی حملے ہوئے ۔ گذشتہ گیارہ روز میں اس پر ۶۳ حملے ہو چکے ہیں ۔ تاہم جان و مال کا نقصان بہت کم ہوا ۔

لنڈن ۱۹ فروری جرمن ہوائی جہاز اب لیبیا میں لوگوں پر اندھا دھند بم برسا رہے ہیں ۔

ایتھنز ۔ ۱۹ فروری یونان میں انگریزی طیارے ٹیپی لینی کے علاقہ میں دشمن کی چھاؤنیوں پر شدید بمباری کر رہے ہیں ۔ ان حملوں میں ہمارا کوئی جہاز ضائع نہیں ہوا ۔ البانیہ کی اطالوی فوجوں کو برنڈزی سے ہوائی جہازوں میں کمک پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اطالوی کمانڈر انچیف کی طرف سے بار بار یہ ہدایت کی جا رہی ہے ۔ کہ خواہ کتنا نقصان ہو ۔ اپنی چوکیوں پر ڈٹے رہو ۔ تاہم یونانی افواج ان چوکیوں کو سر کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہیں ۔

رنگون ۔ ۱۸ فروری ۔ برما اسمبلی کے بجٹ سیشن کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر برما نے آج اپنی تقریر میں کہا ۔ ہم اکیلے نہیں ہیں ۔ اگر برما پر حملہ ہوا ۔ تو یہ ساری برطانی سلطنت اور اس کے ساتھیوں پر حملہ متصور ہو گا ۔

بخارسٹ ۔ ۱۷ فروری ۔ رومانوی گورنمنٹ نے سول سروس اور فوجی ملازمت سے تمام یہودیوں کو نکال دیا ہے ۔ یہودی ڈاکٹروں اور وکیلوں کی رجسٹریشن بھی منسوخ کر دی ہے ۔ تجارت کے سلسلہ میں ان پر شدید پابندیاں عاید کر دی ہیں ۔ حتیٰ کہ پبلک کھیلوں کا انتظام کرنے کی بھی ممانعت کر دی ہے ۔

لنڈن ۔ ۱۸ فروری ۔ بحری وزارت کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے ۔ کہ برطانی ہوائی جہازوں نے بحیرہ روم میں ایک چار ہزار ٹن کے جرمن جہاز کو ڈبو دیا ہے ۔ جو اطالوی فوجوں کے لئے سامان لے جا رہا تھا ۔ ایک اور اطالوی جہاز پر کئی بم لگے ۔ اور اس سے دھوئیں کے بادل اٹھتے دیکھے گئے ۔ ایک اور اطالوی جہاز اور ایک کمکی جہاز کو بھی سخت نقصان پہنچایا گیا ۔ چار ہفتوں سے تھوڑے ہی زیادہ عرصہ میں دشمن کے ۲ لاکھ پچاس ہزار ٹن سے زیادہ وزن کے جہاز ڈبوئے گئے ہیں ۔ جنگ کے شروع سے اب تک بیس لاکھ ٹن سے زیادہ کے جہاز غرق ہو چکے ہیں ۔ ناروک کی لڑائیوں میں جرمنی کے گیارہ برباد کن جہاز ڈوبے تھے ۔

لنڈن ۔ ۱۸ فروری ۹ فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ میں برطانیہ کے انیس ہزار ۴۶۳ ٹن کے نو جہاز غرق ہوئے ۔ اور ان کے حلیف ممالک کے ۱۰۴۴۲ ٹن کے چار جہاز غرق ہوئے ۔ یہ نقصان عام ہفتہ وار اوسط سے بہت کم ہے ۔

لنڈن ۔ ۱۸ فروری ۔ روم گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا ہے ۔ کہ شمالی لینڈ کی ایک اہم بندرگاہ اس کے قبضہ سے نکل گئی ہے اور کہ اس کے آس پاس سخت لڑائی ہو رہی ہے ۔

لاہور ۱۸ فروری ۔ آج پنجاب اسمبلی میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا ۔ کہ ۱۹۴۰ء کے پہلے تین ماہ میں اضلاع حصار ۔ رہتک اور گوڑگانواں کے قحط زدہ علاقوں میں ۲۶ لاکھ روپیہ بطور ریلیف دیا گیا ۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوامل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں ۔ ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیمانہ تعلق رہا ہے ۔ انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے ۔ سو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے منشاء کے مطابق یہ سفارش شائع کی جاتی ہے ۔ کہ حاجتمند احباب لالہ ملاوامل صاحب قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھاویں ۔ والسلام ۔ (خاکسار پرائیویٹ سیکرٹری)

چند نہایت مفید اور مجرّب ادویہ

معجون مبارک یہ نسخہ معجون مبارک میرے مکرم مہربان جناب مرزا صاحب کا فرمودہ ہے ۔ آپ اس معجون کو شوق سے استعمال فرماتے تھے ۔ دماغی روشنی کی معاون اور ضعف بصارت و آنکھوں سے پانی بہنے اور دماغی طاقت کو بہت مفید ہے ۔ اسکے فوائد و برکات بکثرت ہیں مگر بوجہ طوالت پورے پورے بیان میں سدِ راہ ہیں ۔ قیمت فی سیر دو روپے آٹھ آنے خوراک دو تولہ

معجون دلشاد فی الواقعہ ہی دلشاد ہے ۔ استعمال کے پندرہ منٹ بعد چستی ۔ پھرتی ۔ خوشی اسکی پہلی خوبی ہے ۔ اعضاء رئیسہ دل ۔ دماغ ۔ معدہ ۔ جگر کی طاقتوں کو بڑھاتا ہے ۔ اعصابی کمزوری کو بہت ہی مفید ہے ۔ یہانتک کہ بڑھاپے میں بھی اعصابی کمزوری نزدیک نہیں آتی ۔ نیز مستورات کے لئے بھی اختناق الرحم یعنی غشی کا طاری ہو جانا ۔ ہاتھ پاؤں چھوٹے پڑ جانا کا بہترین علاج ہے ۔ قیمت پندرہ خوراک وزنی ۱۲ تولہ تین روپے ۔

سفوف نشاط یہ ایک بہت مفرح اور مقوی دوا ہے ۔ استعمال سے پہلے اپنا وزن کر لیں ۔ دو ہفتہ بعد دیکھیں ۔ کہ وزن میں پہلے کی نسبت کتنا اضافہ ہوا ہے ۔ صحت کی خرابی یا بے اعتدالی سے مقصد میں جو کمی آ چکی ہو ۔ وہ سب حاصل ہو جائے گی ۔ سرعت انزال اور احتلام اور جریان کا مریض تو ضرور ہی اس کا استعمال کرے ۔ اور جائز طور پر جس امساک کی ضرورت ہے ۔ وہ یقیناً اس سے حاصل ہو جائے گی ۔ قیمت پندرہ خوراک عہ/

حبوب زد جام قیمت ایک درجن عہ/ ۔ یہ حضرت مرزا صاحب کا مشہور نسخہ ہے ۔ جو طاقت کے لئے از حد مفید ہے ۔ پہلی ہی خوراک اپنے فوائد اور برکات ظاہر کر دیگی ۔

دوائی جریان الرحم یعنی لیکوریا یہ نسخہ ایک بلند پایہ پارسا درویشانہ زندگی بسر کرنیوالے حکیم صاحب کا فرمودہ ہے ۔ نہایت ہی عجیب الاثر اور آرام دیرپا ہے ۔ یہ دوائی مہینوں کی محنت سے تیار ہوتی ہے ۔ اگر اس میں بے مثال فوائد نہ ہوتے ۔ تو میں اسکی تیار کرنے میں ہرگز اتنا وقت خرچ نہ کرتا ۔ مقامی اور نواح کی سینکڑوں مریضہ جن کے جسم اور طاقت سفید اور زرد رطوبت کے بہنے سے گھن کی طرح روز بروز کھوکھلا ہو رہے تھے ۔ اس کے استعمال سے صحتیاب ہو چکے ہیں ۔ قیمت پندرہ خوراک عہ/ دو روپیہ ۔

اکسیر بواسیر یہ نسخہ بواسیر کا ایک سنیاسی مہاتما کا فرمودہ ہے ۔ لیکن ساتھ ہی اسکی شاہی حکیم جناب مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رض نے اس نسخہ کو بہت ہی پسند فرمایا تھا ۔ فی الواقع ہر قسم کی بواسیر کے لئے بہت ہی مفید ہے ۔ ہزاروں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں ۔ قیمت پندرہ خوراک عہ/ ۔

معجون روشن دماغ اسکے اجزاء قوائے ذہنی کو بہت ہی مدد دیتے ہیں ۔ قیمت میں حتی المقدور بطور امداد رعایت کر دی گئی ہے ۔ تاکہ غریب طلباء بھی فائدہ اٹھاویں ۔ اگر صاحب توفیق طلبا بنظر ثواب خرید کر غریب طلباء کو خرید دیں ۔ تو کار ثواب ہے ۔ کہ کند ذہن طلباء بطور امتحان ایک ڈبیہ ضرور ہی خریدیں ۔ پھر دیکھیں کہ اس عجیب الاثر معجون سے محض دو ہفتہ استعمال سے ذہنی روشنی میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے ۔ قیمت بارہ آنے ۔ نوٹ :۔ اسکے علاوہ دوائی درد گردہ قبض کشا گولیاں جو کہ پیٹ درد و سر درد کے لئے بہت ہی مفید ہیں ۔ ہمارے پاس موجود ہیں ۔ ان کے علاوہ خشک ادویات و عرق شربت معجون جالینوس اطریفل زمانی اور ماہواری بیماری کے نقائص کو دور کرنے کے لئے جوشاندے وغیرہ تیار رہتے ہیں

المشتھر :۔ **ملاوامل (حکیم) بڑا بازار قادیان (پنجاب)**